تعمیر حیات لکھنؤ

ہفتہ وار

شعبۂ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۱۹ | ۲۵ مارچ ۱۹۸۲ء | ۲۸ جمادی الاول ۱۴۰۲ھ | شمارہ نمبر ۱۰

زرِ تعاون

اندون ملک	بیس روپے
فی پرچہ	ایک روپیہ
بیرون ملک بحری ڈاک جہازی ڈاک	۵ پونڈ
ہوائی ڈاک	
ایشیائی ممالک	۷ پونڈ
افریقی ممالک	۸ پونڈ
یورپ امریکہ	۱۰ پونڈ

اداریہ:

محمود الأزہار ندوی

روس کے اعلیٰ سطحی وفد کا دورۂ ہند

گذشتہ دنوں روسی وزیر دفاع نے ہند کا پانچ روزہ دورہ کیا۔ انھوں نے یہ دورہ فضائیہ، بحریہ کے سربراہ نیز تیس جنرل اور لفٹننٹ جنرل کے عہدیداروں کے ساتھ سخت انتظامات میں ڈڈ جہازوں میں کیا۔ مارشل استینوف نے صدر جمہوریہ مسٹر نیلم سنجیوا ریڈی، وزیر اعظم مسز گاندھی، وزیر دفاع مسٹر وینکٹ رمن سے ملاقات کی اور گفتگو کی، مارشل استینوف نے جودھپور میں مگ ۲۳ کی پرواز کا معائنہ کیا بینگلور میں روسی ٹینک ٹی ۷۲ کی کارکردگی دیکھی بنگلور میں ہندوستان کا ایرو ناٹیکس کارخانہ دیکھا اور بمبئی میں جگاؤں گودی اور روس کے دیئے ہوئے بحری جہاز ورکی بھی دیکھی۔

روسی وزیر دفاع نے ہند کا دورہ ہند کو دیے جانے والے دفاعی ساز و سامان اور اسلحہ کی سپلائی کے ضمن میں کیا ہے اور ہند و روس اس قسم کے معاہدے اسی صدی کی چھٹی، ساتویں اور آٹھویں دہائی میں کرتے آرہے ہیں ان میں ۱۹۵۵ء۔ ۱۹۶۰ء۔ ۱۹۶۱ء۔ ۱۹۶۲ء۔ ۱۹۶۵ء۔ ۱۹۷۱ء بڑی بڑی اہمیت کے مالک ہیں۔ روس ہندوستان کو طیارہ سازی، جہاز سازی اہم اور کارگر اسلحہ جات کی تیاری اور اسلحہ کی کارکردگی کو بہتر بنانے میں تعاون دیتا رہا ہے۔

اس اعلیٰ سطح کا روسی وفد اس سے قبل کسی بھی غیر کمیونسٹ ملک میں نہیں گیا ہے البتہ اعلیٰ اختیارات کا وفد ہند کا دورہ کرتا رہا ہے، اور یہ ہند کے لئے کوئی نئی بات نہ تھی، مگر اس اعلیٰ سطحی وفد کا دورۂ ہند اس وقت جب کہ تمتی براعظم کے ممالک اپنے متنازعہ فیہ مسائل کو حل کرنے اور کشیدگی میں کمی کے امکانات کا جائزہ لے رہے ہوں اور اس کی پہلی نشست پاکستانی وزیر خارجہ کی سربراہی میں ہو چکی ہو اور پھر اچانک ہند کی جانب سے اسے مناسب وقت کے لئے ملتوی کر دیا جانا اور وقفۂ التوا جیسے حساس اور نازک وقت میں روسی وزیر دفاع کا دورۂ ہند دونوں ممالک کی گفتگو پر اثر انداز ہوگا اور جو گفتگو دوست قلب اور رواداری کے ساتھ ہو رہی تھی نہ تو اس میں وہ انشراح باقی رہے گا اور نہ پہلے والا جذبہ موجود رہنے کا امکان معلوم ہوتا ہے۔

ہند نے روس سے گفت و شنید کرتے وقت تمتی براعظم میں رونما ہونے والے شیب و فراز اور ان کوششوں سے جو تعلقات کو معمول کے مطابق بنانے کے لئے کیے جا رہے تھے جس میں ہند و پاک مذاکرات اور مسئلہ افغانستان بھی شامل رہا ہوگا، وفد کو روشناس کرایا ہے کیا دونوں ممالک نے اس پر اظہار رائے نہ کیا ہوگا؟

افغانستان میں روسی افواج افغان انتظامیہ کی مدد و تعاون کے لئے آئی تھی اور اب اس کے قدم متزلزل ہوتے نظر آرہے ہیں اور آئے دن روسی اور سرکاری فوج کے افراد مجاہدین کی سرگرمیوں کا نشانہ بنتے جا رہے ہیں اس طرح کے حالات میں روسی فوج کتنے دنوں تک جان و مال اور اسلحے کے ذریعہ نبرد آزما رہے گی، یہ تو آنے والے دن ہی بتا سکتے ہیں لیکن اتنی بات تو اخبارات میں وقتاً فوقتاً آتی رہی ہے کہ روس افغانستان سے واپسی کے لئے مناسب سمت کی تلاش میں ہے کیونکہ یک وقت وہ مغرب اور شرق کے دلدل میں پھنسا رہنا نہیں چاہتا ہے اور اسے خطرہ لاحق ہے کہ کہیں افغانی مجاہدین کے ذریعہ روسی ترکستان کا علاقہ افغانستان ثانی نہ بن جائے۔

روسی وزیر دفاع کے دورے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے ساتھ کچھ ایسی تجاویز لے کر آئے تھے جن پر گفتگو کے لئے ہندوستان تیار نہ تھا ورنہ اس موقع پر بری افواج کے سربراہ جنرل کے۔ وی۔ کرشنا راؤ کا فرانس کا دورہ نہ بنتا اور وہ پھر اسے مختصر کر کے مذاکرات میں شرکت نہ کرتے۔ اسی طرح فضائیہ کے سربراہ لباغ سنگھ جو مارشل استینوف کی آمد کے وقت لندن میں تھے ۱۹ کو واپس آئے اور گفت و شنید میں شریک ہوئے جبکہ ایڈمیرل ڈائسن نے بھی مذاکرات میں حصہ لیا، اور صلاح و مشورے کے لئے دلی ماسکو کے درمیان گرم لائن کا سہارا لیا گیا۔

ہندوستان نے ہمیشہ ممالک کی آزادی اور سالمیت کا احترام کیا ہے اور اس نے ایسے موقع پر بھی اپنے ہاتھ سے آزادی خیال و فکر کا دامن نہ چھوڑا ہوگا، لیکن روس و ہند کے مذاکرات سے سب سے زیادہ یہ خدشہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ کہیں ہند و پاک کی اگلی نشست جس کے انعقاد کا مناسب وقت کب ہوگا امتیازی سلوک کا طالب نہ بن جائے اور امن و سلامتی کی راہیں مسدود ہو جائیں اور یہ برصغیر کے ممالک کے لئے کسی بھی حال میں فال نیک نہیں قرار دیا جا سکتا ہے۔ مذکورہ بالا حالات میں روسی وزیر دفاع مارشل استینوف کے دورۂ ہند کا مستقبل کی سیاست میں اسی وقت تاباک ہو سکتا ہے جب برصغیر کے مسائل میں علاقائی خود مختاری اور سالمیت پر آنچ آئے بغیر شرق و غرب

اس دائرہ میں اگر سُرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے لہٰذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا خادم، ندوۃ العلماء کا ترجمان، آپکی خدمت میں پہنچتا رہے تو اس کا سالانہ چندہ مبلغ بیس روپے ارسال فرمائیے۔ اگر اگلے شمارہ کی روانگی سے پہلے آپ کا چندہ یا خط موصول نہ ہوا تو یہ سمجھ کر کہ آپ کو دی۔ پی ہی سے چندہ ادا کرنے میں سہولت ہے۔ اگلا پرچہ منع دی۔ پی خرچ Rs 24/25 کے مطالبہ میں دی۔ پی سے روانہ ہوگا۔ چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا نمبر خریداری لکھنا نہ بھولیں۔

کتاب و سنت سے

حج

مولانا سید عبد الحی حسنی رح

آیات:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ۝ (بقرہ آیت ۔ ۱۵۸)

بیشک (کوہ) صفا اور مروہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں تو جو شخص خانۂ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ دونوں کا طواف کرے (بلکہ طواف ایک قسم کا نیک کام ہے) اور جو کوئی نیک کام کرے تو خدا قدر شناس دانا ہے۔

وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔ (عمران آیت ۔ ۹۷)

اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جس شخص کو اس گھر تک پہنچنے کی مقدرت ہو۔

اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ۔ (بقرہ آیت ۔ ۱۹۷)

حج کے مہینے (معین ہیں جو) معلوم ہیں، تو جو شخص ان مہینوں میں حج کی نیت کرلے تو حج (کے دنوں) میں نہ عورتوں سے اختلاط کرے نہ کوئی برا کام کرے نہ کسی سے جھگڑے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا، اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے تو تم پر حج کرنا لازم ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہر سال؟ آپ خاموش رہے۔ انھوں نے پھر سوال کیا، آپ نے پھر کوئی جواب نہ دیا، پھر انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہر سال؟ آپ نے فرمایا اگر میں تمھارے سوال پر ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال کے لئے فرض ہو جاتا، دیکھو جب میں خاموش ہو جاؤں تو تم بھی سوال نہ کرو، اگلی امتیں اپنے انبیاء سے بہت سے سوال کرنے اور اختلاف کرنے ہی پر ہلاک ہو گئیں، جب میں تم کو کسی بات کا حکم دوں اور تم میں اس کے کرنے کی استطاعت ہو تو ضرور کرو اور جس بات سے منع کروں تو اس سے باز آجاؤ۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک بیچ کے تمام گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت ہے۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے حج کیا اور کوئی بے حیائی کا کام نہیں کیا اور فسق و فجور سے باز رہا تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جیسے آج پیدا ہوا ہے۔ (متفق علیہ)

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس نے عرض کیا کہ میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی نذر پوری کرنے سے قبل ان کا انتقال ہو گیا کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں تم ماں کی طرف سے حج کرو، تم بتاؤ کہ اگر تمہاری ماں پر کوئی قرض ہوتا تو ادا کرتیں کہ نہ کرتیں؟ تو اللہ کا حق بھی ادا کرو اللہ کا حق پورا کرنا تو زیادہ ضروری ہے۔ (بخاری)

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو "شبرمہ" کی طرف سے لبیک کہتے سنا، آپ نے پوچھا شبرمہ کون ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ میرا بھائی ہے، یا یہ کہا کہ میرا رشتہ دار ہے، آپ نے پوچھا کیا تم نے اپنا حج کر لیا، اس نے جواب دیا نہیں، آپ نے فرمایا، پہلے اپنا حج کرو پھر شبرمہ کی طرف سے حج کرو۔ (ابو داؤد۔ ابن ماجہ)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کا میقات ذو الحلیفہ کو قرار دیا اور اہل شام کا جحفہ کو، اور اہل نجد کے لئے قرن منازل کو، یمن والوں کے لئے یلملم کو یہ مذکورہ میقات اہل بستی کے لئے بھی ہیں اور ان لوگوں کے لئے بھی جو ان مقامات کے علاوہ کہیں سے آئیں اور یہاں سے گذریں اور حج کی نیت ہو، اور جو لوگ ان مقامات سے بھی بیت اللہ سے قریب ہیں تو جو جہاں کا ہے وہی اس کا میقات ہے حتیٰ کہ اہل مکہ کا میقات مکہ ہی ہے۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے سال ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے ہم لوگوں میں سے کسی نے عمرہ کا احرام باندھا اور کسی نے حج اور عمرہ دونوں کی نیت کی اور کسی نے صرف حج کی نیت کی۔ جن لوگوں نے عمرہ ہی کا احرام باندھا تھا احرام کھول دیا اور جنھوں نے حج اور حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا انھوں نے یوم نحر کو احرام کھولا۔ (متفق علیہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ محرم (احرام باندھنے والا) کیسے کپڑے پہنے؟ آپ نے فرمایا قمیص، عمامہ اور پاجامہ نہ پہنو، نہ ٹوپیاں لگاؤ، نہ موزہ ہی پہنو سوائے ایسے شخص کے جس کے جوتا نہ ہو وہ موزے پہن سکتا ہے لیکن اس کو کاٹ کر ٹخنوں سے نیچے کر دے۔ ایسا کوئی کپڑا نہ پہنو جو زعفران یا ورس میں رنگا ہوا ہو۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اس مسجد کی نماز دوسری مسجدوں کے مقابلہ میں ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔ (رواہ مالک)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے گھر اور میری مسجد کے درمیان کا حصہ جنت کے چمنوں میں سے ایک چمن ہے۔ (رواہ مالک)

حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ صرف تین مسجدوں کی طرف شد رحال کیا جائے گا۔ مسجد حرام، میری مسجد، ایلیا کی مسجد یا بیت المقدس فرمایا۔ راوی کو شک ہے۔ (رواہ مالک)

انسانی مشین

ریاض الدین احمد۔ سابق پرنسپل مجیدیہ اسلامیہ کالج۔ الہ آباد

اللہ کی کاریگری کے نادر نمونے دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوتے ہیں۔ لیکن تمام مخلوقات میں انسان اللہ کی عدیم المثال صناعی کا شاہکار ہے۔

"فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ" (المومنون ۱۴)

(بڑا ہی بابرکت ہے اللہ سب کاریگروں سے اچھا کاریگر)۔

"وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ" (التغابن ۳)

(اسی نے) تمہاری صورتیں بنائیں اور صورتیں بھی اچھی بنائیں)۔

اس نے انسان کو ایسے سانچے میں ڈھالا ہے اور ایسے پیچ در پیچ مشینی نظام میں اس طرح فٹ کیا ہے اور ایسی ایسی ظاہری اور باطنی قوتیں اسکو ودیعت کی ہیں کہ جن کا احاطہ کرنا آج بھی ترقی یافتہ علوم کے لئے محال نظر آتا ہے یہ ایسے کاریگر کا کام جس کا کوئی ثانی زمین و آسمان میں موجود نہیں ہے۔ اس نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے اور صورت و معنیٰ۔ ہیئت و نقشہ اور روش و حواس کے لحاظ سے بھی اس کو نادر اور افضل ترین مخلوق بنا کر دنیا میں بھیجا ہے۔

"لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ" (التین ۴)

(ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے "انسانی مشین" کے بارے میں سورۃ الشمس میں صرف ایک لفظ سَوَّاهَا استعمال کرکے پوری داستان کا ورق کھول دیا ہے۔ یعنی نفس کی اور اس ذات کی قسم جس نے اس کی تخلیق متوازن کی اور تقاضائے حکمت کے موافق اس کی تخلیق کا فیصلہ فرمایا (مظہری)۔ سَوَّاهَا کے معنی ہموار کرنے کے ہیں۔ ہموار سے مراد یہ ہے کہ اس کو ایسا جسم عطا فرمایا جو اپنی قامت راست اور اپنے ہاتھ پاؤں اور دماغ کے اعتبار سے زندگی بسر کرنے کے لئے موزوں ترین تھا (تفہیم القرآن) پکتھال نے اپنے انگریزی ترجمے میں "سوا" کا ترجمہ PERFECT کیا ہے یعنی ایسی انسانی مشین جو تخلیقی کمال کے لحاظ سے حرف آخر ہے۔ اس ترتیب انسانی میں جس حیرت انگیز صناعی اور سلیقہ مندی کا پتہ چلتا ہے اس کو سورۂ "الاعلیٰ" میں اَلَّذِي خَلَقَ فَسَوَّىٰ کے الفاظ سے ظاہر کر دیا گیا ہے۔ فَسَوَّىٰ کے لفظ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس دنیا کی ہر چیز میں ایسا تناسب قائم کیا گیا ہے کہ اس سے بہتر ممکن نہیں ہے۔

انسان ان چیزوں میں افضل ترین بلحاظ صناعی اور بسبب عقل ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ وہ اپنی حقیقت کو جاننے کی کوشش کرے اور یہ غور کرے کہ آخر وہ بنا کس چیز سے ہے۔ فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ۔ (کس چیز سے) ایک بڑا جامع لفظ ہے۔ اس میں وہ تمام جزو اور کیمیاوی مادے شامل ہیں جو انسانی ڈھانچے کو مرتب کرتے ہیں اور پھر انسانی مشین کو حیرت انگیز صحت مندی کے ساتھ چلاتے ہیں۔ انہی مادوں میں ایک مادہ "نیوکلک ایسڈ" ہے جو انسانی مشین میں وراثت ازلی کو پیچیدہ ترین راستوں سے گذارنے اور محفوظ رکھنے کی خدمت انجام دیتا ہے۔ نیوکلک ایسڈ دو گروہوں میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔ ایک کو "آر۔ این۔ اے" (R.N.A.) اور دوسرے کو "ڈی۔ این۔ اے" (D.N.A.) کہتے ہیں۔ یہی دونوں جسم کے تمام "پروٹین مولیکول" کی ترکیب و تعمیر اور ترتیب کے ذمہ دار ہیں۔ جسم میں ہر وقت ہزارہا قسم کے تعامل (REACTIONS) ہوتے رہتے ہیں۔ اور ہر کیمیاوی عمل کے لئے مخصوص "انزائم" ہوتا ہے۔ چنانچہ سائنسی تحقیقات نے ابتک ہزاروں قسم کے "انزائم" معلوم کر لئے ہیں۔ ہر انزائم "نہ صرف اپنی ذمہ داری بلکہ اپنی صفات میں بھی مخصوص ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا "مالیکول" ہے جو خود بہت سے چھوٹے چھوٹے مالیکولوں سے مل کر بنتا ہے۔ جن کو "امینو ایسڈ" کہتے ہیں۔ یہ خود بھی بیس مختلف قسموں کے ہوتے ہیں۔ ہر پروٹین یا انزائم کا امتیاز پروٹین مالیکول میں انہی امینو ایسڈ کی مجموعی تعداد اور ان کی ترتیب سے ہوتا ہے۔ جس طرح ہر عبارت اگرچہ صرف ۳۵ حروف ہی سے مل کر بنی ہے۔ لیکن الفاظ و حروف کی جداگانہ ترتیب کے بنا پر اپنے معنیٰ اور مفہوم میں ایک دوسرے سے جدا ہوتی ہے ٹھیک اسی طرح ہر "انزائم" اپنی ساخت و صفات میں ایک دوسرے سے ممتاز ہے۔

نظام جسمانی کی پیچیدگی کا مکمل خاکہ ابھی تک علم انسانی کے دائرے میں نہیں آسکا ہے مگر تھوڑا تصور اس سے کیا جا سکتا ہے کہ ان ہزارہا قسم کی مختلف پروٹین میں تمام امینو ایسڈ کی ترتیب کا علم ڈی۔ این۔ اے مالیکول کو ہوتا ہے اور ہر پروٹین کی تعمیر میں ڈی۔ این۔ اے مالیکول آر۔ این۔ اے کے ذریعہ ایک ایک "امینو ایسڈ" کو اسی ترتیب میں فٹ کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ پروٹین مالیکول کی تعمیر مکمل ہو جاتی ہے۔ ایک صفت ڈی۔ این۔ اے مالیکول میں یہ بھی پوشیدہ ہے کہ جس وقت جتنے پروٹین مالیکول کی جسم کو ضرورت ہوتی ہے یہ اس پروٹین کو اتنی ہی مقدار میں تیار کرتا ہے۔ باعث مزید حیرت امر یہ ہے کہ بعض پروٹین اپنی صفات اور مقاصد میں متضاد ہوتی ہیں۔ "ڈی۔ این۔ اے" مالیکول ہر وقت ہر پروٹین کو تیار کرنے کے بجائے جس پروٹین کی جس وقت ضرورت ہوتی ہے ٹھیک اسی وقت اس کو تیار کرتا ہے اس طرح اجتماع ضدین کی نوبت نہیں آتی جو کہ جسم کے لئے بہت ہی مہلک ثابت ہو سکتا ہے۔

کیا انسانی مشین کی عجیب و غریب ساخت اور اس کے پیچیدہ ترین پرزوں کا حیرت انگیز طریقوں پر عمل کرنا اور ہر ایک کا وظیفۂ عمل زندگی بھر بلا سانس چلتے رہنا کسی اعلیٰ ترین صناع۔ خالق کل اور حاکم اعلیٰ کے وجود کی طرف صاف اور کھلی نشاندہی نہیں کرتا!

اور آئیے ذرا ان "نیوروٹرانسمٹرس" (NEAROTRANSMITTERS) کی طرف نظر کریں جو آپ کے جسم میں فٹ ہیں اور زندگی بھر ایک لمحہ آرام کے بغیر آپ کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔ آپ کے جسم میں اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک ایسا مادہ فراہم کر دیا ہے جو آپ کے ارادوں کا تکملہ کرانے کے لئے ہر وقت موجود اور دم بدم حاضر رہتا ہے۔ یہ آپ کے دماغ کا پیغام بر ہے۔ دماغ کے پیغامات کو جسم کے دوسرے حصوں تک پہنچانے کا کام کرتا ہے۔ اس اہم ترین کیمیاوی مادے کا پتہ چلے ہوئے تقریباً ۱۰ سال ہو چکے ہیں اور مزید تحقیق کا کام جاری ہے۔ لیکن یہ کام تیزی سے نہیں چل رہا ہے کیونکہ اسکی کارکردگی میں اتنی تیز رفتاری ہے کہ اس کا پیچھا کرنا مشکل ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ بعض نیورو ٹرانسمٹر اتنے تیز رفتار ہوتے ہیں کہ وہ اپنا کام ایک سکنڈ کے ہزارویں حصے میں پورا کرکے چل دیتے ہیں۔ جسامت کے لحاظ سے بھی وہ اس قدر چھوٹے ہوتے ہیں کہ ان کو تلاش کرنا آسان نہیں ہے۔ کیلی فورنیا یونیورسٹی کے پروفیسر ہرمو کیا یوجی ڈاکٹر جونالڈ جنبدن کا کہنا ہے کہ نیوروٹرانسمٹر کو تلاش کرنا ایسا ہی مشکل ہے جیسے ایک چنگی نمک کسی تالاب میں ڈال کر اس کو نکالنے کی کوشش کی جائے۔

ماہرین سائنس نے پتہ لگایا ہے کہ دماغی خلیوں کے مرکز یا خلیے میں کثیر التعداد دھاگے نا چیزیں لٹکتی ہوئی نظر آتی ہیں مگر کمال صناعی یہ ہے کہ یہ دھاگے ایک دوسرے سے اتنے قریب ہونے کے باوجود کہ ان کا فاصلہ ناپا نہیں جا سکتا یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک دھاگا دوسرے دھاگے کو چھولے۔ یہی دھاگے دماغی خلیوں سے جسم کے دوسرے خلیوں تک خبر رسانی کا کام کرتے ہیں اور نیوروٹرانسمٹر کو نکال بناتے ہیں مگر یہ ٹرانسمٹر صرف خبر پہنچا کر واپس نہیں آ جاتے بلکہ مطابق بر چیز اعضائے متعلقہ سے عمل درآمد بھی کراتے ہیں۔ یعنی اگر آپ کا ارادہ اپنے ہاتھوں کو موڑنے کا ہے تو دماغی نیوروٹرانسمٹر بازو کے خارجی پٹھوں کو حکم دیتے ہیں کہ سکڑ جائے۔ ان پٹھوں کو BICEPS کہتے ہیں اور اندرونی پٹھوں کو حکم دیتے ہیں کہ ڈھیلا ہو جائے۔ ان پٹھوں کو TRICEPS کہتے ہیں۔ اگر یہ ہر دو تبدیلیاں وجود میں نہ آئیں تو ممکن نہیں ہے کہ آپ اپنا ہاتھ موڑ سکیں۔ غور کیجئے اگر دماغ اعضائے جسمانی کے

درمیان یہ رابطہ کس شد و مد سے کام کرتا ہے اور ان دماغی پیغامبروں کو کس شدت اور کس تیزی سے کام کرنا پڑتا ہے۔ پھر لمحہ کے ہزارویں حصے میں وہ اپنا کام کرکے اپنے مستقر پر واپس چلے جاتے ہیں اور دوسرے احکامات کا انتظار کرتے ہیں۔

ان ٹرانسمٹرس کو چلانے کے لئے بھی دماغ کے اندر ایک مشین فٹ ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس مشین کو یادداشت کی قوت ودیعت کی گئی ہے۔ اسے یہ معلوم رہتا ہے کہ کس طاقت کا ٹرانسمٹر کس کام کے لئے روانہ کیا گیا ہے اور یہ جائزہ بھی لیتی ہے کہ اسے تبدیل کرکے زیادہ طاقتور کا ٹرانسمٹر تو نہیں درکار ہے۔ اگر ہے تو اسے واپس بلا کر دوسرا ٹرانسمٹر بھیجنے کی صلاحیت بھی اس میں موجود ہے۔ دیکھئے آپ کو خبر بھی نہیں کہ جسم کے اندر کیا ہو رہا ہے اور کیسے کیسے حیرت انگیز کمپیوٹر اور مشینیں اس میں کام کر رہی ہیں اور سب کی سب خودکار ہیں۔

ڈاکٹر بیران ڈیز Dr. BARON - DEZ۔ کا کہنا ہے کہ دماغی خلیہ گھنٹوں یاد رکھتا ہے کہ کب زیادہ طاقت کا نیورو ٹرانسمٹر روانہ کرنا ہے مگر اس فطری یادداشت کو نشہ آور جڑیں اور شراب بُری طرح مختل کر دیتے ہیں۔ ان پر شراب کے مضر اثرات کے بارے میں تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے اور یہ مستقبل ہی بتا سکے گا کہ اس سے نیورو ٹرانسمٹر کے راستوں میں کس کس طرح کی رکاوٹیں پیدا ہو سکتی ہیں اور اس کی وجہ سے کون سی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔

ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ دماغی خلیے جو کثرت تعداد کی وجہ سے گتھم گتھا ہیں سیکڑوں دوسرے خلیوں کے مطالبات وصول کرتے رہتے ہیں مگر ان سب کو قبول نہیں کرتے کیونکہ اس میں شدید تصادم کا خطرہ ہے۔ اس لئے وہ صرف انہی ٹرانسمٹرس کے مطالبات قبول کرتے ہیں جن کے ساتھ ایک مشین جس کا نام ریسپٹر (RECEPTOR) ہے لگی رہتی ہے۔ قدرت کی یہ تکنیکی صناعی کیسی عجیب و غریب اور کیسی حیرت ناک ہے! سائنس۔ روشنی کے تیز تر ہونے سے وجود باری تعالیٰ کے پردے تیزی سے اٹھتے جا رہے ہیں۔ لیکن جس دل پر کفر و شرک کی تاریکی چھا گئی ہو اسے علم کے مینارے کیا نفع پہونچا سکتے ہیں۔

ماہرین کا خیال ہے کہ نیوروٹرانسمٹر کی بعض قسمیں ایسی ہیں کہ اگر ان پر قابو پا لیا گیا تو کتنے ہی امراض کے علاج کی طرف نئے راستے کھل جائیں گے۔ مثلاً

(۱) درد کا علاج ابھی تک مسکن دواؤں سے کیا جاتا ہے۔ مگر ایک خاص قسم کا نیوروٹرانسمٹر دیرینہ درد کا علاج بلا مسکن دواؤں کے کر سکے گا۔

(۲)۔ دماغ کے ایک مخصوص ریسپٹر (RECEPTOR) کو استعمال کرنے سے بلڈ پریشر کا فطری علاج ممکن ہو جائے گا۔

(۳) نیوروٹرانسمٹر پارکنسن PAR-KINSON صاحب کے دماغی امراض کے لئے علاج کا ایک نیا راستہ کھول دیگا۔

(۴)۔ حال ہی میں ال ڈوپا نامی ایک چیز نیوروٹرانسمٹر سے متعلق دریافت کی گئی ہے جو دماغی غیر توازن کی تکالیف [illegible] ملا سکے گی۔

۵۔ اس کی مدد سے فالج کے تباہ کن اثرات کو زائل کیا جا سکے گا۔

عجیب و غریب انسانی مشین کے بارے میں جو نئی معلومات فراہم ہوتی جا رہی ہیں وہ برابر آگاہ کئے جاتی ہیں کہ اے انسان تیری کم مائیگی کا یہ حال ہے کہ خود اپنے آپ کو نہیں پہچان سکتا۔ تیرا علم سمندر میں قطرے سے زیادہ نہیں۔ پھر یہ کائنات تو بہت بڑی چیز ہے۔ اس کا پورا پورا علم تو صرف خدا ہی کو ہے۔ اللہ ہی ہر شے کا خالق ہے اور انسانی جسم کے ہر پرزے کا پورا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

"هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ"

یہ سب باتیں نصیحت قبول کرنیوالوں کے لئے بڑے کام کی ہیں۔

"تَبْصِرَةً وَذِكْرَىٰ لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ" (ق۔ ۸)

(یہ سب باتیں اس لئے ہیں کہ) رجوع کرنے والے بندے ہدایت اور نصیحت حاصل کریں۔

شام میں مظالم بند کئے جائیں — بن بیلا

بین الاقوامی اسلامی کمیشن برائے [illegible]

حقوق انسانی کے چیرمین جناب احمد بن بیلا نے شام کے صدر حافظ الاسد کے نام ایک خط میں شامی حکومت کی سیکیورٹی فورس کے ان [illegible] تشدد کی مذمت کی ہے جو اس نے شام کے شہر حماہ میں بالخصوص اور پورے شام میں بالعموم شروع کر رکھا ہے۔ جناب احمد بن بیلا نے جو الجزائر کے سابق صدر ہیں شامی حکومت کے غیر جمہوری اقدامات اور مطلق العنانی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ شام جس بحران سے گزر رہا ہے [illegible] شامی حکومت نے تشدد [illegible] اور غیر جمہوری اقدام کی جو پالیسی اختیار کر رکھی ہے وہ انتہائی افسوسناک ہے اور اس کی اسلامی دنیا کو مذمت کرنا چاہئے

جناب بن بیلا نے مطالبہ کیا ہے کہ سیاسی قیدیوں کو [illegible] انہوں نے شامی صدر کے نام اپنے خط میں کہا ہے کہ ان سیاسی رہنماؤں اور کارکنوں کو بغیر کسی مقدمہ اور جرم کے جیلوں میں بند کر دیا گیا ہے۔ سابق الجزائری صدر نے شامی صدر سے مطالبہ کیا ہے کہ اہل شام کو تمام بنیادی و انسانی حقوق دئیے جائیں اور تشدد کا سلسلہ [illegible] [illegible] تحریک اسلامی پاکستان کے [illegible] شام کے صدر حافظ الاسد کی حکومت کے رویے کی مذمت کی ہے جو انہوں نے شامی مسلمانوں کے ساتھ اختیار کر رکھا ہے

افغان مجاہدین کی پیش قدمی

[illegible]

[illegible] مختلف چھاپہ مار کارروائیوں میں [illegible] سوویت اور کارمل فوجی ہلاک اور زخمی کرنے کے علاوہ [illegible] ٹینک ایک بکتر بند گاڑی اور ایک وائرلیس سیٹ کو تباہ کر دیا۔ حرکت انقلاب اسلامی مولوی محمد نبی محمدی گروپ کے ذرائع نے [illegible] ایجنسی افغان پریس کو بتایا کہ مجاہدین نے [illegible] کے مقام پر کارمل فوجیوں کے ایک کیمپ پر حملہ کیا۔ جو [illegible] بجے صبح سے شام تک جاری رہا اس کارروائی میں کم از کم ۵۰ کارمل ہلاک اور زخمی ہوئے جبکہ چار ٹینک تباہ کر دئیے گئے دو مجاہد شہید ہو گئے۔ [illegible] پاکستان پہنچنے والی اطلاعات کے مطابق حریت پسند [illegible] کے مقام پر حملہ کرکے [illegible] روسی فوجیوں کو ہلاک کر دیا یہ لوگ ایک فوجی قافلہ کا حصہ تھے جو مجاہدین کے ٹھکانے ختم کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا مجاہدین نے [illegible] کی مدد سے ایک بکتر بند گاڑی تین ٹینک اور ایک وائرلیس سیٹ تباہ کر دیا [illegible] پہاڑوں کی اوٹ سے حملہ کرنے والے حریت پسندوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا وہ بحفاظت اپنے محفوظ ٹھکانوں پر واپس پہنچ گئے۔

بمبئی میں
خالص گھی اور
میوہ جات سے بھرپور
مٹھائیاں اور حلویات
عمدہ و لذیذ
سلیمانی افلاطون
ان کے علاوہ خصوصی پیشکش
ڈرائی فروٹ برفی
پلم کیک ۔ قلاقند ۔ ملائی ۔ برفی ۔ کوکو ملائی برفی
ہر قسم کے تازہ و خستہ
بسکٹ
اور
نان خطائیاں
خریدنے کا قابل اعتماد مرکز
سلیمان عثمان مٹھائی والے
مینارہ مسجد کے نیچے، بمبئی فون 320059
برانچ: ۳۳۔ محمد علی روڈ بمبئی ۳

رُوس کی اسلام دشمنی

افغانستان کے بعد کون؟

افغانستان پر روس کا جارحانہ حملہ محض اس کی ہوسِ ملک گیری نہیں ہے بلکہ ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے جیسا کہ ایشیائی امور کی انکوائری کمیٹی نے اپنی جامع رپورٹ میں کہا ہے کہ افغانستان پر روسی تسلط دراصل وسطی ایشیا پر روس کا غلبہ قائم کرنے کے لئے زارِ روس کے ۱۰۲ سالہ پرانے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کا پہلا مرحلہ ہے۔ وسطی ایشیا ایک عرصہ تک اسلامی تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہا ہے۔ سوویت روس کی توسیع پسندی کی تاریخ کا بے لاگ جائزہ لینے پر یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ روس نے شروع ہی سے ان ملکوں کو اپنے جارحانہ حملوں کا نشانہ بنایا جو اسلام کا اہم مرکز رہے ہیں۔ ایک اسلامی محقق رقمطراز ہے:۔

"ابتدا ہی سے روس کے جنوب مشرقی حصے اور وسط ایشیا کے ایک بہت بڑے حصے پر مسلمان آباد تھے۔ اس تاریخی حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ زمانہ لنگ کے عہد میں سمرقند مسلم ثقافت اور فنون کا مرکز تھا۔ بخارا اور تاشقند جیسے دوسرے اہم شہر دینی اور مذہبی تعلیمات کے لئے دنیا بھر میں نام پیدا کر چکے تھے۔ پندرہویں صدی میں نجم سوز کا خطہ بھی اسلام کے آفتاب کے نور سے منور ہوا تھا۔ رفتہ رفتہ جنوبی روس اور دریائے وولگا کے ساحلوں پر واقع دور افتادہ مقامات تاتار سے لے کر کوہ انائی تک تقریباً ہر جگہ اسلام کی روشنی پھیل چکی تھی۔"

ادھر ہندوستان میں ۱۵۲۶ء میں مغل سلطنت وجود میں آ چکی تھی اور دونوں نے اسلام کے خلاف مسلح یلغار شروع کر رکھی تھی۔ ۱۶۱۳ء تا ۱۹۱۷ء کے دوران بلاویوں نے جنوبی روس کا کیشیا اور ایشیا کے وسطی میں اسلامی مرکزوں پر آئے زبردست حملے کئے۔ کہ پیٹر اعظم کے زمانے میں وہ بحر اسود کے قریب پہنچ گئے اور کوہستان کے حریت پسند مسلمانوں کو زیر کر کے انہوں نے ان کی زمینیں چھین کر روسیوں کی ملکیت بنا دی گئیں۔

۱۸۶۵ء میں روسی فوج نے ازبک اور تاشقند تک پر قبضہ کر لیا۔ ۱۸۶۸ء میں سمرقند اور بخارا بھی زیر کر لئے گئے۔ عالم اسلام پر یلغار کا یہ روسی سلسلہ چلتا رہا۔ اور بالآخر ہم تاریخ کے اُس موڑ پر آ پہنچے ہیں جب روسی سلطنت میں کئی اسلامی ممالک بزورِ شمشیر شامل کر لئے گئے۔ روس کی یہ تسخیر ہزاروں لاکھوں جیالے اور آزادی کے متوالے مسلمانوں کے خونِ شہادت سے رنگی ہوئی ہے لیکن شاید یہ خونخوار ریچھ کی سلم خون کی پیاس ابھی باقی تھی اور اب اس نے افغانستان کو اپنے ظالم پنجوں میں دبوچا۔

یہاں اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسلام کے پیروکاروں نے دہریت کے اس بھوت کے غلبے کو اتنی آسانی سے قبول کر لیا تھا؟ اس کا جواب ہے۔ ایک بہت بڑی نہیں۔ میدان جنگ میں روس کی زبردست فوجی طاقت تو اسلامی ملکوں کو زیر کرنے میں کامیاب ہو گئی، لیکن ان ممالک کے مسلمانوں کے دلوں کو نہ جیت سکی۔ اسلام کے پیروکاروں کو دہریت کے زہریلے دام میں لانے کے لئے روس نے مسلمانوں کی سادگی کا فائدہ اٹھایا اور اس عیاری سے کام لیا جس کی وجہ سے "روسی عیاری" ساری دنیا میں ایک ضرب المثل محاورہ بن گیا۔

روس جانتا تھا کہ مسلمانوں کو جان سے بھی زیادہ عزیز مسجدیں اور خانقاہیں ہیں خدا کی عبادت اور اسلامی عقائد ہیں۔ انھیں شمشیر کی کوئی بھی طاقت زیر نہ کر سکتی تھی۔ چنانچہ میدانِ جنگ میں فتح حاصل کرنے کے بعد اب روسی عیاری حرکت میں آئی۔ اور یہ روسی عیاری زار روس کے بعد کیمونسٹ روس نے انتہا کو پہنچا دی۔ انقلابِ روس کے بعد ان اسلامی علاقوں کے مسلمانوں کو پوری طرح نظامِ دہریت کے بس میں کرنے کے لئے ایک خاص اعلان کیا گیا کہ مسلمانوں کو آزادی کے ساتھ بلا روک ٹوک اپنی زندگی گزارنے کا حق حاصل ہوگا، وہ عبادت کر سکیں اور یہ کہ ان کی حفاظت کی جائے گی۔

لینن اور اسٹالن تک نے مسلمانوں کو رفتہ رفتہ اپنے دام میں لانے کے لئے متعدد ایسی تقریریں کیں جن میں روسی مسلمانوں کو یقین دلایا گیا کہ سوویت حکومت مسلمانوں کے مذہبی اعتقادات اور رسوم کو مقدس مانتے ہیں۔

اس روسی عیاری کی گہرائی تک سیدھے سادے مسلمان نہ پہنچ سکے اور اپنی سادگی میں وہ روسی باتوں پر یقین کر بیٹھے اور پھر جلد ہی باکو کانگریس میں مادہ پرستوں نے ان ایمان پرست مسلمانوں کو اپنا اصلی روپ دکھا دیا۔ پہلے مسلمانوں کے مذہبی پیشواؤں کو ان کی مقبوضہ اراضی سے بے دخل کرنے کی تجویز سامنے آئی۔ پھر تاشقند پر روسی قبضہ کے بعد چوتھی علاقائی کانگریس میں جب مسلمانوں نے اپنے اسلامی قوانین اور ملکی انتظامات کے بارے میں تجاویز پیش کیں تو انھیں بڑی حقارت سے ٹھکرا دیا گیا۔

پھر ۱۹۱۸ء میں مسلمانوں کی مزاحمت کو یکسر ختم کرنے کے لئے سرخ فوج حرکت میں لائی گئی اور تاشقند کی سرزمین ہزاروں مسلمانوں کے خون سے سُرخ کر دی گئی۔

مذہب کا تصور ہی کمیونزم کے لئے خطرے کی گھنٹی ہے۔ لہٰذا کمیونسٹ طرزِ نظام کا پہلا اور آخری بھرپور وار ہمیشہ مذہب پر ہی ہوا ہے تاکہ مذہب ہی کو ختم کر دیا جائے۔ اس کے لئے مذہبی تعلیم ختم کر دی جاتی ہے مسجدوں اور عبادت پر پابندی عاید کر دی جاتی ہے اور مسلم اسکولوں کو گئے گزرے زمانے کی تعلیم دینے والے قرار دے کر بند کر دیا جاتا ہے۔ کمیونسٹ طرزِ نظام ایک طرف بالغ اور سن رسیدہ مسلمانوں کو حکومتی جبر و استبداد کا شکار بنا کر انھیں تابع بنانے کی کوشش کرتا ہے اور دوسری طرف نوعمر اور کم سن بچوں کو دہریت کی تعلیم دے کر انہیں مذہب اور تہذیبی قدروں سے باغی اور منکر بناتا ہے اور روسی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ دہریت کا یہ شیطانی نظام محض چار پانچ نسلوں ہی میں اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

افغانستان پر روس کا حملہ اس کی اسلام دشمنی کی ایک اور کڑی ہے کیونکہ دہریت کا یہ بھوت اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ اس۔ دئے زمین پر اسلام ہی وہ قوت ہے جو کسی بھی وقت اس کی بقا کے لئے خطرے کا سبب بن سکتی ہے۔

لہٰذا ضروری ہے کہ افغانستان پر روسی یلغار کو تاریخ کا کوئی اہم واقعہ سمجھ کر اسے وقت کی یلغار تلے دفن نہ ہونے دیا جائے۔ کیونکہ جو کچھ حالات بتا رہے ہیں اس سے صاف نظر آتا ہے کہ افغانستان کے بعد اس خطے میں بلوچستان اور پھر پاکستان روس کا نشانہ بنیں گے۔ (جس سے ہندوستان کے جمہوری نظام کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے) اور اُدھر ایران کو بھی روسی بھالو خونیں گرفت میں جکڑ لے گا۔

شیام فیچرز
سکنڈ۔ ایل۔ ۶۶
لاجپت نگر۔ نئی دہلی

بقیہ ص ۷

مشنریوں نے اسلامی تعلیمات کو توڑ مروڑ کر اہل یورپ کے سامنے پیش کیا۔ مگر ان دونوں صنعتی انقلاب سے حاصل ہونے والی بے شمار دولت اور نئے اسلحہ جات نے اہل یورپ کو بے پناہ دولت اور قوت عطا کی تھی اور بلادِ اسلامیہ خود اپنے بوجھ تلے دبتے چلے جا رہے تھے۔

(جاری)

(تیسری قسط)

انسانی وجود کا مسئلہ اور اس کا حل

جناب محمود ایم۔ شیخ۔ بی۔ ایس سی۔ ایم۔ ایڈ (صدر مدرس شولاپور سوشل ایسوسی ایشن اردو ہائی اسکول، شولاپور)

فرائڈ نے انسان کو جنسیات کا غلام بتایا ہے۔ چند پاگل دماغوں کے معالجے کے دوران یہ پتہ لگایا کہ اکثر دماغی امراض کی جڑ میں جبلتِ جنس کارفرما ہے جس کو اگر اظہار کا موقع نہ ملا تو دب کر تحت الشعور میں طوفان اٹھاتی رہتی ہے اور موقع ملتے ہی بھیس بدل کر انسانی افعال پر اثر انداز ہوتی ہے۔ جنسیات کی جبلت ایسی طاقتور ہوتی ہے کہ انسان کے ہر فعل میں اس کا اثر ہوتا ہے۔ انسان کے فنونِ لطیفہ، ادب، مذہب، تہذیب، غرض انسانی زندگی کے تمام شعبہ اور محاصل جنسی جبلت کے مرہونِ منت ہیں اور اسی کی تفسیر ہیں۔

کارل مارکس نے انسان کو معاشیات کا غلام قرار دیا اور اس نے انسانی تاریخ کو صرف اسی معاشی محور کے اطراف گردش کرتی ہوئی ظاہر کیا اور جب تک معاشی مساوات کا نظام قائم نہیں ہوگا انسانی مسائل کا حل ناممکن ہے۔ اس طرح اس نے مذہب کو بھی ایک رجعت پسند اقدام ٹھہرایا ہے۔ کیونکہ ماضی میں مذہب نے سرمایہ داری کی سرپرستی کی ہے۔ مذہب کو انسانی زندگی سے خارج کرنے کے لئے ضروری تھا کہ خدا اور روح کے تصور پر ضرب لگائی جائے۔ چنانچہ انسانی مسائل کے حل کے لئے اشتراکیت کا نظام پیش کیا گیا۔ غرض اس طرح انسانی وجود کے صرف جزوی پہلوؤں پر مبنی حل پیش کئے گئے، اتفاق بھی ایسا تھا کہ یہ نظریات جو یورپ میں پیدا ہو رہے تھے وہ عیسائیت کے زیر اثر تھے۔ یونانی فلاسفہ نے سیاسی حالات کے پیشِ نظر عیسائیت کو تو قبول کر لیا مگر وہ اپنے ساتھ اپنے ماضی کے رجحانات بھی لائے اور اسکو عیسائیت میں شامل کر لیا جس کی وجہ سے مقدس باپ، مقدس مادر اور بیٹے کی مقدس تثلیث کا نظریہ بنا۔

ازل میں آدم علیہ السلام سے جو نافرمانی ہوئی تھی اس کو توڑ مروڑ کر انسان کی ازلی معصیت کا عقیدہ قائم ہوا جس کے تحت تمام بنی نوع انسان میں وراثتاً الٰہی قوانین کو توڑنے کی فطری کمزوری پائی جاتی ہے۔ انسان کی نجات کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ انھوں نے صلیب پر اپنی جان دیکر تمام بنی نوع انسان کی معصیت کا کفارہ ادا کیا۔ اب جو انسان عیسائیت قبول کرے گا نجات پائے گا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ زمین اور آسمان کی پیدائش کے بارے میں بھی یونانی افکار کو عیسائیت کا جز بنا دیا گیا۔

آج سے چودہ سو سال قبل قرآن نے عیسائیت کے تحریف کردہ کتابوں اور تعلیمات کی مذمت کی اور ان غلط نظریات کے خلاف آواز اٹھائی۔ مگر عیسائی چرچ اپنے غلط عقائد پر ڈٹا رہا۔ سولہویں صدی میں جب گلیلیو اور کیپلر نے تجربات کی بنا پر بائبل میں پائے جانے والے عقائد کے خلاف دعویٰ کیا تو عیسائی چرچ جو اب حکومت پر قابض تھا ان پر ٹوٹ پڑا۔ سائنس کے انکشافات کو جھٹلایا جانے لگا اور ان کے ماننے والوں پر ظلم و تشدد کو روا رکھا گیا۔ مگر سائنس کے جدید انکشافات نے یورپ میں صنعتی انقلاب پیدا کیا اور اس انقلاب سے استفادہ کرنے والے لوگوں نے عیسائی چرچ کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا اس طرح ایک طویل زمانے تک سائنس اور مذہب میں خوب لے دے ہوئی جس میں سائنس کی جیت ہوئی اور عیسائی چرچ کو شکست۔ سائنس اور مذہب کی کشمکش کا مسئلہ دنیائے اسلام میں کبھی رونما نہیں ہوا کیونکہ اسلامی تعلیمات انسان کو بار بار کائنات کی ساخت پر غور کرنے اور اس کی تسخیر کی دعوت دی اور تخلیق آدم کا ایک مقصد بھی اس کائنات کے راز کی معرفت حاصل کرنا اور اس سے صانع کائنات کی بزرگی اور کبریائی کی معرفت حاصل کرنا تھا۔ چنانچہ قرآن میں اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے درمیان جو مکالمہ بیان کیا گیا ہے اس سے یہ معرفت رکھتا ہے۔

"جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ انھوں نے کہا کیا تو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت و خون کرتا پھرے اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں۔ خدا نے فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور اس نے آدم کو سب چیزوں کے نام سکھائے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا۔ اگر سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔ انھوں نے کہا، تو پاک ہے جتنا علم تو نے ہمیں بخشا ہے اس کے سوا ہم کچھ نہیں جانتے بے شک تو دانا اور حکمت والا ہے۔ تب خدا نے آدم کو حکم دیا کہ آدم تم ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ جب انھوں نے ان کے نام بتائے تو فرمایا کیوں؟ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور پوشیدہ کرتے ہو سب مجھ کو معلوم ہے۔" (سورۂ بقر)

"بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں جو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے پروردگار تو نے ان کو بے مقصد نہیں پیدا کیا۔ تو پاک ہے ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیجئو۔" (سورۂ عمران)

یہاں آدم کو ساری اشیاء کے نام سکھانے سے یہ مطلب ہے کہ انسان کے اندر کائنات کی اشیاء کی صفات کا علم و دیعت کیا گیا جس کی بنا پر وہ تسخیرِ کائنات کے راز جانتا ہے۔ قرآن میں آیا ہے،

"کیا تم نے کبھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تمہارے لئے مسخر کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی تمام نعمتیں ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر بھی پوری کر دی ہیں؟"

(سورۂ لقمان)

اس آیت کا اشارہ بھی انسان میں ودیعت کی ہوئی تسخیرِ کائنات کی قابلیت کی طرف ہے جس کی بدولت انسان کائنات کے تمام اسرار کو جانتے ہوئے ان کو اپنے قابو اور تصرف میں لا سکتا ہے۔

سائنس کی ساری کاوشیں بیشتر اسلامی تعلیمات کے مطابق ہیں مگر جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے ابھی سائنس کائنات کو کلی طور پر سمجھنے نہیں پائی، مگر اس کی جد و جہد لائقِ صد تحسین ہے۔ یہی کوشش ہی آدم کی خلقت کے مقاصد میں سے ایک مقصد ہے۔ چنانچہ دنیائے اسلام میں سائنس کے نظریات کے بارے میں کبھی رد و کد نہیں ہوئی۔ عیسائی چرچ نے سائنس دانوں پر جو ظلم کیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ علومِ جدیدہ کے ماہرین نہ صرف عیسائیت سے بلکہ تمام مذاہب سے بدظن اور روگرداں ہوئے۔ یہ انسانی تاریخ کا ایک بڑا المیہ ہے۔ افسوس ایسے وقت میں اسلامی تعلیمات اپنے حقیقی روپ میں یورپ میں نہ پہنچ سکیں کیونکہ صلیبی جنگوں نے یورپ اور مذہبِ اسلام کی تعلیمات میں نفرت کی ایک گہری خلیج پیدا کی تھی۔ عیسائی

(باقی صفحہ ۹ پر)

مسائل، جن کا جاننا ضروری ہے

سوال: اگر زخم سے ذرا ذرا سا خون یا پیپ کئی بار نکلے اور ہر بار کپڑے سے صاف کر دیا جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

جواب: اگر زخم سے ذرا ذرا سا خون یا پیپ کئی بار نکلے اور ہر بار کپڑے سے یا کسی دوسری چیز سے صاف کر دیا جائے تو اس کے حکم میں تفصیل ہے۔ اگر نکلنے والے خون یا پیپ کی مقدار اتنی ہے کہ اگر اسے صاف نہ کیا جاتا تو اپنی جگہ سے بہہ کر دوسری جگہ خون چلا جاتا تو وضو ٹوٹ جائے گا، اگر مقدار اتنی نہیں ہے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

سوال: زخم پر پٹی باندھ دی گئی ہو، اور خون یا پیپ پٹی کے اوپر سے ظاہر ہو تو وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟

جواب: اگر خون اور پیپ کی مقدار اس قدر ہو کہ اگر پٹی نہ بندھی ہوتی تو اپنی جگہ سے بہہ کر دوسری جگہ چلا جاتا تو وضو ٹوٹ جائے گا لیکن اگر خون اتنا ہو کہ اپنی جگہ سے بہہ کر دوسری جگہ نہ جا سکے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

سوال: کوئی شیر خوار بچہ دودھ پی لے تو دودھ پلانے والی عورت کا وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟

جواب: بچہ کے دودھ پینے سے وضو نہیں ٹوٹے گا اسی طرح اگر خود بخود دودھ ٹپکے یا اسے نچوڑا جائے کسی صورت میں وضو نہیں ٹوٹے گا۔

سوال: وضو کرنے کے بعد اگر کوئی شخص اپنے ناخون کٹوا لے تو اسے دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

جواب: ناخون کٹوانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ اس مقام کو دوبارہ دھونے کی ضرورت ہے۔

سوال: ہندوستان کے تقریباً تمام شہروں میں نلوں کے ذریعہ پانی آتا ہے اس پانی کا کیا حکم ہے؟ یعنی اگر اس میں نجاست گر جائے تو ناپاک ہوگا یا نہیں؟

جواب: نلوں کا پانی جاری پانی کے حکم میں ہے، اگر اس میں نجاست گر جائے اور نجاست کا اثر ظاہر ہو جائے یعنی رنگ، مزہ اور بو میں فرق نہ آیا ہو تو پاک ہے اسے وضو، غسل اور دیگر کاموں میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

سوال: اگر کنویں میں کسی پرندے کی بیٹ گر جائے تو کنواں ناپاک ہوگا یا نہیں؟

جواب: کنویں میں مرغی یا بطخ کی بیٹ گر جائے تو کنواں ناپاک ہو جائے گا ان کے علاوہ کسی اور پرندے کی بیٹ گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوگا۔

سوال: اگر کوئی شخص نہار فجر یا مغرب یا عشا کا فرض آہستہ آواز سے پڑھ رہا تھا کہ کوئی دوسرا شخص آکر اس کے ساتھ مل گیا اور اقتدا کر لی تو اب امام کیا کرے؟ قرأت بدستور آہستہ آواز سے کرتا رہے یا جہر کے ساتھ قرأت کرے؟

جواب: جب کسی دوسرے شخص نے اس کی اقتدا کر لی ہے تو اب اس پر بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے، اگر وہ سورۂ فاتحہ یا دوسری سورہ بھی آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہو تو اسے چاہئے کہ دوبارہ سورۂ فاتحہ اور دوسری سورہ کو بلند آواز سے پڑھ لے اور سورۂ فاتحہ کے مکرر ہو جانے کی وجہ سے سجدہ سہو کر لے۔

سوال: اگر چند افراد میدان میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہوں تو ہر نمازی کے لئے سترہ قائم کرنا ضروری ہے یا امام کا سترہ ہی سب کے لئے کافی ہوگا؟

جواب: امام کا سترہ سب کے لئے کافی ہوگا۔ ہر نمازی کے لئے الگ الگ سترہ ہونا ضروری نہیں۔

سوال: ننگے سر نماز پڑھنے سے نماز ہو گی یا نہیں؟

جواب: ننگے سر نماز ہو جائے گی لیکن بلا کسی سبب کے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے، البتہ اگر کوئی شخص اپنا ذاتی دشمن ظاہر کرنے کے لئے ننگے سر نماز پڑھے تو نماز مکروہ نہیں ہوگی۔

سوال: اگر کوئی شخص تعدۂ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟

جواب: قعدہ اولیٰ میں التحیات کے بعد اتنی ہی دیر خاموش بیٹھا رہے یا درود شریف یا کوئی دوسری دعا پڑھ لے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔

عطائے رسول اکرمؐ

از: ڈاکٹر محمد منشاء الرحمٰن خاں منشاء
صدر شعبۂ اردو و فارسی۔ ناگپور، مہاودیالیہ، ناگپور

اُمّی ہو کر علم کا زیور عطا اس نے کیا
کام اللہ غنی کتنا بڑا اس نے کیا

آدمی کو ہر طرح بخشا شعورِ زندگی
آدمیت پر کرم بے انتہا اس نے کیا

پیش فرما کر نمونہ سیرت و کردار کا
درحقیقت ساری دنیا کا بھلا اس نے کیا

دین و دنیا کے ہم کو بتائے پیچ و خم
رہنمائی کا حقیقی حق ادا اس نے کیا

کر دیا فکر و نظر کی عظمتوں سے ہم کنار
خاک کے ذرّوں کو رفعت آشنا اس نے کیا

جو درندوں کی طرح تھے خون کے پیاسے انھیں
روشناس جذبۂ مہر و وفا اس نے کیا

کر کے بارش نور ایمان و یقیں کی ہر طرف
دہر کے ظلمت کدہ کو پُر ضیا اس نے کیا

ظلم و جہل و بے حیائی، شرک و شر، بغض و نفاق
کتنی زنجیروں سے انساں کو رہا اس نے کیا

خود تراشیدہ بتوں سے کر کے یکسر منحرف
خلق کو وابستۂ ذاتِ خدا اس نے کیا

زیب دیتی تھی اُسی کو ایسی شانِ برتری
آسمانوں کو بھی منشاؔ زیر پا اُس نے کیا

دار المصنفین (اعظم گڑھ) کا سیمینار

محمود الازہار ندوی

دار المصنفین شبلی اکیڈمی میں ماہ فروری ۸۲ء کی ۲۱۔۲۳ کو اسلام اور مستشرقین کے موضوع پر ایک سیمینار منعقد ہوا۔ موضوع کے لحاظ سے یہ پہلا سیمینار تھا جس میں اسلامی علوم و فنون پر بحث و تحقیق سے دلچسپی رکھنے والے غیر مسلم محققین کی علمی کاوشوں اور اختراع پردازیوں کا جائزہ لیا گیا اور اس کا سدباب کرنے کے لئے دار المصنفین کو رابطہ کا درجہ دیا گیا۔

یہ سیمینار دار المصنفین سے ملحق شبلی کالج کے گراؤنڈ اور کانوکیشن ہال میں ہوا اس میں ملک اور بیرون ملک کے اس موضوع سے تعلق رکھنے والے اہم اشخاص شریک ہوئے اور وسائل آمد و رفت اور جدید ٹرانسپورٹ کی سہولتوں کی کمی کے باوجود بیرون ملک سے کئی مقتدر اور مختلف علوم و فنون میں اہم مقام رکھنے والی شخصیتیں شریک ہوئیں۔

اس سیمینار کے بیرونی مہمانوں کے قیام جلسوں کی تنظیم اور جلسہ گاہ کی ترتیب و تنسیق میں دار العلوم ندوۃ العلماء اور خاص طور پر اس کے شعبہ ادب عربی کے اساتذہ اور طلبہ نے نمایاں حصہ لیا اور مقالات و تقاریر کو اردو سے عربی، عربی سے اردو ترجمہ کی ذمہ داری بھی انجام دی جب کہ اندرون ملک کے مندوبین کے سلسلہ کے انتظامات اور کام عام طور پر دار المصنفین کے مقامی تعلق والوں نے انجام دیا۔

سیمینار کے مندوبین کے لئے شبلی کالج کے گراؤنڈ پر رہائشی خیموں کا ایک عملہ قائم کر دیا گیا تھا۔ ہر حیثیت میں بیک وقت دو افراد کا اعلیٰ پیمانے پر رہائشی نظم کیا گیا تھا جو شہر میں میزبانی ہوٹل نہ ہونے کی صورت میں اس کے قائم مقام تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ دار المصنفین کی رہائشی عمارتوں اور مہمان خانوں میں بھی مہمانوں کے قیام کا انتظام تھا۔ افتتاحی جلسہ کے لئے شبلی کالج کے گراؤنڈ پر عظیم پنڈال لگایا گیا تھا اور اس کے لئے وسیع اسٹیج بنایا گیا تھا۔

اس سیمینار میں ہندوستان کے مؤقر مین کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ بیرون ہند کے اہم اداروں اور یونیورسٹیوں کے وفود شریک ہوئے۔ ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ، مدینہ یونیورسٹی مدینہ منورہ، پٹرولیم یونیورسٹی ظہران قطر یونیورسٹی، دوحہ، قطر، متحدہ عرب امارات یونیورسٹی العین، ابوظبی، رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ، شریعت کورٹ ابوظبی، اسلام آباد یونیورسٹی پاکستان، ادارہ تحقیقات اسلامی پاکستان، ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان، جمعیۃ الاسلام بنگلاک، تھائی لینڈ، جمعیۃ الاسلام جاپان، ڈربن یونیورسٹی جنوبی افریقہ اور ہندوستان سے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی۔ دہلی یونیورسٹی دہلی، الٰہ آباد یونیورسٹی، خدا بخش لائبریری پٹنہ، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، ندوۃ المصنفین، جماعت اسلامی ہند، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، ہمدرد وقف دہلی، ملک کے علوم اسلامیہ کی بڑی درسگاہوں کے نمائندے اور مندوب اہم اشخاص جو اس موضوع سے تعلق رکھتے تھے، شریک ہوئے۔

افتتاحی جلسہ:

اس مذاکرہ علمی کا آغاز ۲۱ فروری کی صبح کو ۱۰ بجے فہمی زمزم انڈونیشی کی تلاوت سے ہوا۔ صدر مجلس استقبالیہ حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی، ناظم جناب صباح الدین عبد الرحمٰن اور سیمینار کے مہمانی صدر عالم اسلامی کے مستند مفکر و مصنف ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے اپنے خطبات پیش کئے۔ نظامت کے فرائض جناب مولانا محمد الرابع الحسنی ندوی صدر شعبہ عربی دار العلوم ندوۃ العلماء نے انجام دئے۔ سیمینار کے اس افتتاحی اجلاس میں بیرون ملک سے آئے ہوئے پیغامات بھی پڑھے گئے جن میں شیخ احمد بن عبد العزیز المبارک قاضی القضاۃ ابوظبی کے پیغام کو جناب ڈاکٹر مولانا تقی الدین ندوی شرعی مشیر ابوظبی نے اس جلسہ میں قاضی القضاۃ کی نمائندگی کی حیثیت سے پڑھا۔

پیغام شیخ احمد بن عبد العزیز المبارک:

شیخ احمد نے اپنے پیغام میں دار المصنفین کو اس موضوع پر سیمینار منعقد کرنے پر مبارکباد دیتے ہوئے بعض اہم امور کی طرف توجہ دلائی وہ یہ ہیں۔

یونیورسٹیوں، علمی مراکز اور علماء و محققین کی اپنے اختصاص کے مختلف میدانوں کے ساتھ یہ ذمہ داری ہے کہ اسلامی موضوعات پر مستشرقین نے ابھی تک جو کچھ لکھا ہے، اس کا جائزہ لیں، مستشرقین کی علمی و تحقیقی بخشیں اپنے اندر بہت سی خامیاں اور محاسن کی حامل بھی ہوتی ہیں۔ چنانچہ بعض مستشرقین اسلامی مخطوطات و نوادرات کو پہلی بار زیور طباعت و نشر سے آراستہ کر کے منظر عام پر لائے۔ بعض نے کتب حدیث سے استفادہ کو سہل و میسر بنانے کے لئے ان کے کیڈلاک مرتب کئے۔

لیکن ان تمام خوبیوں کے ساتھ ساتھ بہت سی برائیاں خامیاں اور افترا پردازیاں بھی انھیں کا حصہ ہیں جن کے ذریعے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انھیں نے قلعۂ اسلام کو لرزہ بر اندام کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ میری مراد ان افترا پردازیوں اور اباطیل سے ہے جن کے ذریعے انھوں نے سیرت پاک، قرآن پاک کی قرأت متواترہ، تدوین حدیث اور دیگر اسلامی بنیادوں پر شبہ زنی کی کوشش کی ہے اور ان کے خلاف شکوک و شبہات پیدا کرنا چاہا ہے۔ لیکن مستشرقین کی یہ تمام تخریبانہ کوشش ناکام ہو گئیں جس طرح کہ ان سے پہلے کے اعداء اسلام زنادقہ، ملاحدہ، کیمونسٹ اور کفار کی کوششوں کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان جیسے اعداء اسلام کے مقاصد و اغراض سے باخبر کر دیا ہے۔ ارشاد باری ہے۔ یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ (یعنی وہ لوگ نور الٰہی کو گل کرنے کے درپے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کر کے ہی رہے گا)۔

آپ کا یہ سیمینار اور اس میں پیش کئے جانے والے علمی مقالات اور تراوریں انشاء اللہ اعداء اسلام کے تیروں سے بچنے کے لئے ڈھال ثابت ہوں، اللہ کے یہ دشمن اپنی کوششوں میں اس وقت تک ہرگز نہ کامیاب ہو سکیں گے جب تک امت مسلمہ میں علماء و مفکرین اور رہنماؤں کی ایک جماعت موجود رہے گی جو کہ اپنی ایمانی غیرت کیساتھ اسلام کو دشمنان اسلام کے حملوں سے محفوظ رکھے گی۔

ڈاکٹر عبد السلام ہراس:

ڈاکٹر عبد السلام ہراس ڈین فیکلٹی آف ادب عربی فاس یونیورسٹی مراکش کا عربی پیغام جناب مولانا سید الرحمٰن صاحب ندوی ڈائریکٹر البعث الاسلامی نے پڑھا اور خود ہی اس کا اردو ترجمہ پیش کیا ڈاکٹر عبد السلام ہراس نے اپنے پیغام میں سیمینار کے موضوع کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے جد و جہد اور کاوش طلب بتایا انھوں نے تدریس اور یونیورسٹی کی مشغولیات کی وجہ سے اپنی شرکت سے معذوری ظاہر کر دی تھی مگر اس موضوع سے تعلق رکھنے والے چند افراد کا نام پیش کیا تھا اور ان کو دعوت نامہ بھیجنے کی درخواست کی تھی نیز ان سے خود بھی گفتگو کرنے کے لئے کہا تھا اس طرح گویا وہ سماعۃً ان کی شرکت ہوگی۔

ڈاکٹر معروف دوالیبی:

شاہ خالد کے مشیر خاص اور شام کے سابق وزیر اعظم ڈاکٹر معروف دوالیبی کا پیغام عربی میں مولانا سلمان ندوی نے پڑھ کر سنایا اور اس کا اردو ترجمہ جناب عبد الرحمٰن پراز الاصلاحی نے پڑھا ڈاکٹر معروف دوالیبی نے اپنے پیغام میں کہا:

اسلام اور مستشرقین کے موضوع پر ۲۶ تا ۲۸ ربیع الثانی منعقد ہونے والے سیمینار میں شرکت کی دعوت نامہ سے بڑی مسرت ہوئی، اس سیمینار میں شرکت کو میں عزت افزائی سمجھتا ہوں، اس اسلامی علمی اکاڈمی کی زیارت اور اپنے معزز بھائیوں سے ملاقات کا بھی شرف حاصل ہوتا لیکن پہلے سے طے شدہ بعض پروگرام میں حاضری کی وجہ سے میں۔

میری خواہش تھی کہ مستشرقین اور قرآن کریم کے موضوع پر میں کچھ لکھ بھیجتا خاص طور پر کلیسائی لوگوں نے قرآن پاک کے متعلق جو افترا پردازیاں کی ہیں ان کا جائزہ لوں اور اس سلسلہ میں صرف چند نکات کی طرف

اشارہ کرنے پر اکتفا کرتا ہوں
۱۔ معروف مستشرق مسٹر ماسینوں نے خود مجھ سے کہا کہ کلیسا اور مستشرقین تین صدیوں تک اس کوشش میں رہے کہ ان کو کہیں قرآن کا ایسا نسخہ مل جائے جس سے قرآن کے نصوص میں اختلاف ثابت ہوجائے لیکن ان کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔
۲۔ مستشرقین کو ہمیشہ یہ شبہ رہا کہ قرآن میں بیان کردہ قصے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انجیل و توراۃ سے اخذ کیے ہیں، لیکن فرانس کے ڈاکٹر موریس بوکائی نے اپنی کتاب "القرآن والتوراۃ والانجیل امام العلم" میں اس خیال کی تردید کی اور انھوں نے ثابت کیا کہ توراۃ، انجیل اور قرآن کے قصوں میں سخت اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا مسئلہ ہے۔ توراۃ نے اس کی تاریخ اور زمانہ متعین کیا ہے، لیکن علم و تحقیق نے اس کو غلط ثابت کر دیا۔
۳۔ مستشرقین کا یہ دعویٰ کہ حدیث و قرآن کا سرچشمہ ایک ہے اس کا جائزہ ادبی تنقید کی روشنی میں لیا جاسکتا ہے۔ قرآن پاک میں متکلم بلندی سے اور طاقت سے گفتگو کرتا ہے اور حدیث پاک کا متکلم اپنے عجز و نیاز اور بندگی کا اظہار کرتا ہے۔ عربی زبان سے واقفیت رکھنے والے دونوں اسلوبوں کے فرق کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

جناب سید صباح الدین عبدالرحمن:

ان پیغامات کے بعد جناب صباح الدین عبدالرحمن صاحب ناظم دارالمصنفین نے خیر مقدمی خطبہ پڑھا جس کا موضوع اسلام اور مستشرقین تھا اس کا عربی ترجمہ حشمت اللہ ندوی نے کیا تھا اور حاضرین کے سامنے مولانا محمد اجمل ایوب اصلاحی ندوی نے پیش کیا۔ (۱۰ مارچ کے شمارہ میں ملاحظہ ہو)

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی:

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی نے کرسی صدارت کی طرف مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے اسلام اور مستشرقین کے موضوع پر بیش قیمت مقالہ کو تقریر میں ادا کیا اس کا عربی خلاصہ سید سلیمان ندوی نے پیش کیا۔
حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی نے اپنی تقریر کا آغاز علامہ شبلی نعمانی کی دور بینی و دور اندیشی پر روشنی ڈالتے ہوئے کیا۔
آپ نے فرمایا، مستشرقین کی خدمات کا کھلے دل سے اعتراف کرنا چاہیے اور ان کا احسان ماننا چاہیے کہ انھوں نے اسلاف، قدماء کی بہت سی ایسی کتابوں کو سورج کی روشنی دکھائی جن کو دیکھ کر آنکھ روشن ہوگئی مگر یہ حقیقت ہے کہ مستشرقین کی ایک بڑی تعداد نے قرآن مجید، سیرت، تاریخ، تمدن اسلام اور اسلامی معاشرہ کی تاریخ اور پھر اسکے بعد اسلامی حکومتوں کی تاریخ کا مطالعہ ایک خاص مقصد کے ماتحت کیا اور مطالعہ میں ان کی دوربین نگاہ وہ چیزیں تلاش کرتی رہی جن کو جمع کرکے قرآن، شریعت اسلامی، سیرت نبوی، قانون اسلامی، تمدن اسلامی اور اسلامی حکومتوں کی ایک ایسی تصویر پیش کرسکیں جسے دیکھ کر لوگ آنکھوں پر پٹی باندھ لیں۔ مستشرقین نے اپنی آنکھوں پر خوردبین لگاکر تاریخ اسلام اور تمدن اسلامی اور یہ کہ آگے بڑھ کر (خاکم بدہن)، قرآن مجید اور سیرت نبوی میں وہ ذرے وہ ریزے تلاش کرنے شروع کئے جن سے کوئی انسانی جماعت کوئی انسانی شخصیت خالی نہیں ہوسکتی ہے اور ان کو جمع کرکے ایسا مجموعہ تیار کرنا چاہا جو ایک نہایت تاریک تصور ہی نہیں بلکہ تاریک تاثر اور تاریک جذبہ پیش کرتا ہے اور انھوں نے اس کام کو انجام دیا جو ایک بلدیہ کا ایک انسپکٹر انجام دیتا ہے کہ وہ شہر کے گندے علاقوں کی رپورٹ پیش کرے۔
آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ مستشرق ہمارے شریک سفر ہیں ہم بھی بادۂ علم کے راہ نورد ہیں، وہ بھی بادۂ علم کے راہ نورد ہیں خدا نے انھیں وہ صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں آپ اگر ان سے کام لیتے، اگر آپ اپنی دونوں آنکھوں کو حسن بیں اور عیب چیں دونوں آنکھوں کو اگر آپ کھلا رکھتے اگر آپ اپنی قوت شامہ کو آزاد چھوڑ دیتے تو یہاں سب کچھ پاسکتے تھے۔
مستشرقین کی وہ تعداد جو ہمارے سامنے ہے اور عالم اسلام سے جس کا تعارف ہوا اس نے اس خوردبین سے تاریخ اسلام، سیرت نبویؐ، حدیث، علوم اسلامیہ، تمدن اسلامی اور اسلامی حکومتوں کے سلسلہ کو دیکھا جس میں صرف عیب ہی عیب نظر آیا۔ انھوں نے خدا کی دی ہوئی ذہانت خدا کے پیدا کئے ہوئے حسن و جمال و کمال و زوال کو نظرانداز کرکے صرف معایب اور کمزور پہلو جمع کئے اور پیش کیا اور اگر کوئی مبتدی طالب علم اپنے اصل سرچشموں سے واقف نہیں ہے اور خدا کی رہنمائی تائید الٰہی توفیق الٰہی شامل نہیں ہے تو وہ ان مستشرقین کی کتابوں کو پڑھکر صرف ایک خیال قائم کرے گا جیسا کہ مولانا شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ اسلام قصابیوں کی ایک دوکان ہے جس میں چھریاں ہر وقت چلتی رہتی ہیں یا ایک میدان جنگ ہے جس میں انسانوں کو شکار کیا جاتا ہے یا ایک عشرت گاہ ہے پوری تاریخ حرم سرا نظر آتی ہے اور مستشرقین نے حرم سرا اور اونٹ کا اس قدر ڈھنڈورا پیٹا کہ آج ایک متوسط درجہ کا امریکی یہ سمجھتا ہے کہ اسلامی تمدن کے دو شکار ہیں۔ ایک حرم سرا کی وسعت اور دوسرے اونٹوں کی کثرت۔
حضرت مولانا نے مستشرقین کے سلبی پہلو کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مستشرقین کے ایک گروہ نے یہ تخریبی اور سلبی فرض انجام دیا ہے خاص طور پر صلیبی جنگوں کی جو کدورتیں تھیں اور اس کی ہزیمت کے جو داغ تھے اس کا انھوں نے علاج یہ سوچا کہ نہ صرف مسلم اقوام بلکہ آمادہ زوال مسلم اقوام پس ماندہ مسلم اقوام کو اسلام جو ایک پیغام ہے، اسلام جو ایک زندہ و جاوید تحریک ہے، اسلام جو خود ایک زندگی ہے اسے یورپ جس کے ہاتھ میں قیادت آنے والی تھی یا آگئی تھی اس کو محروم رکھا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ روز [illegible] دور نہیں دنیا کی تہذیب اس روشنی اور عقلیت پسندی کے دور میں جب کہ حقیقت آشکارا ہوگی کہ یورپ کے حقیقت پسندوں پر جو معاملات کو ریاضی کے اصولوں سے اور عملی اصول سے جانچنے کے عادی ہیں کہ مستشرقین نے ہمیں کتنا دھوکہ میں رکھا اور ہمیں عالم اسلام سے فائدہ اٹھانے اور اس کو فائدہ پہونچانے سے کیسے محروم رکھا، اور ہمیں اتنے دنوں تک لڑائیوں میں کیوں مصروف رکھا۔
آپ نے فرمایا کہ عالم اسلام میں چار مسلک تھے جن کا بلا واسطہ رد در رد مغربیت سے مغربی افکار، مغربی اقدار، مغربی تصورات سے سابقہ تھا۔ وہ ترکی، مصر، ہندوستان ایران ہیں ——

نقد انسانی اور سنت الٰہی

ہے کہ خلا نہیں رہ سکتی اور جہاں تک میری واقفیت کا تعلق ہے ترکی، مصر اور ایران میں یہ کام بقدر ضرورت بھی نہیں ہوسکا ترکی کا جرمن زبان سے تعلق تھا مصر اور ایران کا تعلق ہے فرینچ اور بعد میں انگریزی سے اور جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے ان تینوں ملکوں میں جس کا نوجوان طبقہ بھوکا تھا اور جس کے لئے بے تاب تھا، کوئی بڑا کام نہیں ہوا ہے اور اس سلسلے میں عالم عربی و اسلامی میں بڑی کوتاہی ہوئی ہے لیکن یہ واقعہ ہے کہ ترکی، مصر، ایران میں ان موضوعات پر جو مستشرقین نے اپنے ہاتھ میں لئے تھے ان پر کام نہیں ہوا یا ہوا تو وہ ناقابل ذکر ہے اس میں سب سے بڑا کام کمیت کے اعتبار سے بھی کیفیت کے اعتبار سے بھی جوہر قدر و قیمت کے اعتبار سے بھی سب سے بڑا کام ہندوستان میں ہوا ہے اور ایک آدمی نے پوری ایک اکیڈمی کا کام کیا ہے۔
مولانا محمود الحسن خاں ٹونکی کی معجم المصنفین مولانا عبدالحی حسنی کی نزہۃ الخواطر جسٹس زبیر علی کی اسپرٹ آف اسلام مولانا عبدالماجد دریابادی کا قرآن کا انگریزی ترجمہ، علامہ اقبال کا اسلامک تھاٹ، سید سلیمان ندوی کے خطبات مدراس قابل ذکر ہیں علم و تحقیق کے کام کبھی ختم نہیں ہوئے علم میں کوئی چیز حرف آخر نہیں کہی جاسکتی علامہ شبلی کی خدمات سیرۃ النبیؐ، الفاروق اور آج بھی الجزیہ فی الاسلام وحقوق الذمیین، کتبخانہ اسکندریہ اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر آج بھی اپنی قدر و قیمت رکھتی ہیں اور اہمیت کی حامل ہیں۔
ہم نے اس سیمینار میں شرکت کے لئے عرب فضلاء کو بلایا ہے تاکہ آپ کے سامنے شہادت دیں کہ علامہ شبلی نے غلطی نہیں کی۔ انھوں نے سفر کا رخ غلط طریقہ سے متعین نہیں کیا تھا۔ انھوں نے کوہ کندن و کاہ برآوردن کا عمل نہیں کیا تھا اور جو لوگ کشتیاں جلاکر دنیا سے آنکھیں بند کرکے اور دنیا کی تمام ترقیوں اور آسائشوں سے آنکھیں بند کرلیا اس آستانہ پر آستانہ شبلی و سلیمان پر جو بیٹھے ہیں وہ کوئی غلطی نہیں کررہے ہیں۔ آپ انھیں حقارت کی نظر سے کبھی نہ دیکھیں وہ عالم اسلام کی طرف

فرض کفایہ ادا کر رہے ہیں اور انہیں ہمت افزائی کی ضرورت ہے۔ میں دارالمصنفین کے ذمہ داروں کو جن میں خوش قسمتی سے میں بھی شریک ہوں اور خود بھی اس مبارکباد کو بلا کسی تواضع وانکساری کے قبول کرتا ہوں اور اپنے رفقاء کو اور پورے ضلع اعظم گڑھ اور شہر اعظم گڑھ اور ان سب لوگوں کو جن کو علامہ شبلی سے اور مولانا سید سلیمان ندوی سے جذباتی و ذہنی تعلق ہے ان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آج مدتوں کی یہ تمنا پوری ہوئی اللہ تعالیٰ اس کو مبارک فرمائے اور اس سے علم کا کارواں آگے بڑھے۔

بیرونی مہمانوں کا تعارف اور تقاریر:

جناب مولانا سعید الرحمن ندوی اڈیٹر البعث الاسلامی و استاد ادب عربی دارالعلوم ندوۃ العلماء نے بیرون ملک سے آئے ہوئے مہمانوں کا تعارف عربی میں کرایا اور اردو میں اسی کام کو مولانا ضیاء الدین اصلاحی رفیق دارالمصنفین نے انجام دیا۔ بیرون ملک سے آئے ہوئے مہمانوں نے افتتاحی جلسہ میں تقریر کی اور اس سیمینار کے موضوع کی اہمیت کو تسلیم کیا اور دارالمصنفین کو اس میدان میں پہل پر مبارکباد دی سب سے پہلے جناب ڈاکٹر محمد محمود طنطاوی صدر شعبہ شریعت و قانون ابوظبی یونیورسٹی ابوظبی متحدہ عرب امارات نے تقریر کی جس کا ترجمہ جناب مولانا سعید الرحمن ندوی نے کیا

ڈاکٹر محمد محمود طنطاوی:

ڈاکٹر محمد محمود نے اپنی تقریر میں فرمایا،
یہ بڑی مسرت کی بات ہے آج ہم اپنے ان بھائیوں سے مل رہے ہیں جن سے ملنے کی تمنا بہت دنوں سے دلوں میں موجود تھی مجھے آپ سے مل کر بہت زیادہ خوشی ہورہی ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو اور ہم کو ہمیشہ ملاتا رہے۔ اس مبارک مجلس میں متحدہ عرب امارات یونیورسٹی کی طرف سے ریکٹر اور اساتذہ کی طرف سے آپ حضرات کو ان کا سلام پیش کررہا ہوں اور ان کے بہترین جذبات پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں اور ان سب کی نمائندگی کی عزت حاصل کررہا ہوں۔
میں اس سیمینار کے ذمہ داروں کا بھی بہت شکر گزار ہوں جنھوں نے ہمیں آنے کا موقع فراہم کیا، اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ جس نیک مقصد کے لئے یہ منعقد ہو رہا ہے اس میں پوری کامیابی ہو یہ ایک بہت اہم مقصد ہے۔
حضرت مولانا سید ابوالحسن علی الحسنی ندوی مدظلہ العالی نے جو کچھ فرمایا اس میں ہمارے لئے بہت بڑی رہنمائی ہے اور ان کی باتوں کی روشنی میں ہم چل کرکے بہت کچھ اس سیمینار سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں اور صحیح مقصد حاصل کرسکتے ہیں امید ہے کہ ہم سب ایک دوسرے کے تعاون کے ساتھ آپس میں مل کرکے آگے بڑھیں گے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے

جناب حکیم محمد سعید۔ پاکستان

جناب حکیم محمد سعید صاحب ہمدرد فاؤنڈیشن کراچی نے افتتاحی تقریر میں فرمایا،
میرا یہ بڑا خوشگوار فرض ہے کہ میں منتظم مؤتمر کا بصمیم قلب شکریہ ادا کروں کہ انھوں نے از راہ لطف و کرم مجھے اس عظیم اجتماع میں شرکت کی دعوت دی ہے اور آپ کی خدمت میں یہ ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقعہ عطا فرمایا کہ میں اس مؤتمر کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار ارباب دانش سے کرسکوں۔ مجھے سب سے پہلے یہ اعتراف کرنا چاہیے اور ہم قطعی طور پر اس لئے جمع ہیں کہ اس خطہ زمین پر سیرت رسول سایہ فگن ہے۔ میں اور آپ سب واقف ہیں کہ اس ادارہ عظیم کا آغاز اسی ادارہ سے ہوا تھا کہ ہم مطالعہ سیرت نبویؐ کریں گے۔ اس مؤتمر کا عنوان "الاسلام والمستشرقون" بہت سے اعتبارات سے ہمارے قابل توجہ ہے۔ اس موضوع پر حضرت مولانا ندوی صاحب نے شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈال دی ہے اور جو اقتباسات علامہ شبلی نعمانی اور سید صاحب نے پیش کئے ہیں وہ باعث فکر و باعث توجہ ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس مؤتمر کا جس انداز سے انتظام کیا گیا ہے اس کے نتائج انشاء اللہ تعالیٰ دور رس ہوں گے اور ہم ان مستشرقین کے خیالات کی اصلاح اور تردید کرسکیں گے۔
علوم و فنون کے بارے میں ہم سب جانتے ہیں کہ ہم انھیں اسلام کے دائرے میں رکھتے ہیں اور کوئی علم دائرۂ اسلام سے ہمارے نزدیک خارج نہیں ہے لیکن ہم نے جس انداز سے علوم و فنون سے تغافل برتا ہے اس پر بہت احتیاط سے ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے اور اگر یہ مؤتمر ہمارے لئے اور عالم اسلام کے لئے کوئی لائحہ عمل بنا سکے کہ ہم اپنے مسائل سے کس طرح عہدہ برآ ہوسکتے ہیں تو یقیناً یہ ایک بڑی عظیم کامیابی ہوگی۔ میرا یہ بڑا خوشگوار فرض ہے کہ میں آخر میں اپنی اور اپنے ادارے کی طرف سے اور پاکستان کی طرف سے اس مؤتمر کے منتظمین کو دلی مبارکباد دیتا ہوں کہ انھوں نے یقیناً یہ ایک نہایت نیک قدم اٹھایا ہے اللہ تعالیٰ ان کے کاموں میں برکت عطا فرمائے۔

مولانا عبدالقدوس ہاشمی ندوی:

مولانا عبدالقدوس ہاشمی ندوی پروفیسر اسلام آباد یونیورسٹی اور مؤتمر عالم اسلامی کے آفیشل ڈائرکٹر جنرل فقہ انسائیکلوپیڈیا رابطہ عالم اسلام کے رکن نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا،
مجھے جب ناظم دارالمصنفین کی دعوت ملی کہ میں آپ کے اس اجتماع میں شرکت کروں تو شکر گزاری سے زیادہ اپنے اوپر ایک بوجھ محسوس ہوا۔ اس لئے کہ اتفاق سے ٹھیک انھیں دنوں میں مجھے ایک ڈگری لینے کے لئے بنکاک جانا تھا۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ گیا، اور وہاں سے آیا تین گھنٹہ ٹھہر کر یہاں آگیا۔ لیکن بہرحال ساری تکلیفیں اٹھاکر اس شوق میں آگیا کہ دارالمصنفین وہ پہلا ادارہ ہے جو اس زہر کے تریاق کے لئے بحیثیت ادارہ کام کرتا رہا ہے۔ اسلام پر مستشرقین کا جو کام کیا ہے اس کام کی نوعیت ایسی ہے اور اتنی مرتبہ جھوٹ بولا گیا ہے کہ وہ مشہور مثل ہے کہ جھوٹ چوبیس گھنٹے آگے نکل جائے تو سچ دوڑتا ہی رہتا ہے اور پیچھا نہیں کرپاتا ہے یہ حقیقت ہے کہ انھوں نے کام بھی کیا کتابیں نکال کر چھاپیں اور انڈکس بھی بنایا۔ لیکن یہ کام تو ان کے دل کی بات نہیں تھی بلکہ ایک کام تھا کرتے رہے۔ لیکن جہاں اپنے دل سے لکھا۔ انھوں نے وہاں کہیں پر بھی ڈنک مارنے کا موقع نہیں چھوڑا۔ ہم اس کو بڑا غنیمت سمجھتے ہیں کہ آج اجتماعی طور پر پہلا سیمینار اور پہلا اجتماع اس موضوع پر آپ کے دارالمصنفین میں ہورہا ہے اور دارالمصنفین آپ کے لئے باعث فخر ہے ہمارے لئے باعث فخر ہے اور سب کے لئے باعث فخر ہے کہ وہ بغیر کسی تعصب کے علمی کام کررہا ہے اور آپ کی ہر قسم کی معاونت ہر قسم کی امداد کا سو فیصد مستحق ہے۔ ہمارے یہاں یہ مسئلہ ہمیشہ اہم رہا ہے کہ مستشرقین جو زہر پھیلا رہے ہیں اس کے علاج کی کیا ترکیب نکالی جائے۔ اللہ کرے کہ ہم ایک پروگرام بناکرکے اس کے لئے کچھ کرسکیں اور اس کی جگہ دارالمصنفین ہی ہوسکتی تھی اور قطعی طور پر یہی ہوسکتی ہے اور یہ کام یہیں سے شروع ہو یہ ایک شوق تھا جو مجھ کو ساری کمزوریوں کے باوجود آپ کے یہاں کھینچ لایا۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر یہاں سے نہیں ہوگا تو کہیں سے نہیں ہوگا۔ اس وقت اتنے اہل فضل و کمال جمع ہوگئے۔ ان سب کو یاد رکھنا چاہیے کہ جب عیسائیوں سے خلافت راشدہ کی فوجوں نے شام و عراق کی سرزمین اور مصر کی سرزمین واپس لی تھی تو اس کا غصہ اور اس کے لئے انتقامی جذبات ان کے مردہ نہیں ہوئے کبھی تلوار سے ظاہر ہوئے جیسا کہ آپ کو صلیبی جنگ میں دکھائی دیتے ہیں اور ہمیشہ قلم سے ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ ان کے اولین مستشرق کو تو اللہ نے ہدایت دے دی وہ مسلمان ہوگیا۔ اس کے بعد سے جتنا کام ہوا ہے اور آج بھی جب کمیونزم کا مقابلہ پڑ گیا تو انھوں نے جلدی سے رخ بدل دیا اپنا لب ولہجہ بدل دیا لیکن یہ نہ سمجھئے کہ لائحہ عمل بدل گیا۔ ان کے ساتھیوں کا لہجہ بالکل نہیں بدلا اسی طرح ہے۔ تو وہ قلم سے بھی آپ سے اسی طرح لڑ رہے ہیں۔
مستشرقین کے اعتراضات کی بنیاد جہالت نہیں ہوتی بلکہ علم کی بنیاد بھی ہوتی ہے سب سے پہلے دور گیارہویں صدی سے کہ جب یورپ صدی کے مستشرق کو لیجئے سب کے سب عیسائی اوقاف سے تنخواہ پاتے ہیں اور خاص مقصد کے لئے کام کررہے ہیں۔ اس کے بعد ان کی نیت کو کیا پوچھئے کہ کیا ہے اور اس کا علاج اگر آپ اجتماعی طور پر نہ کریں گے تو واقعہ یہ ہے کہ ان ذہنوں کو متاثر کرتا ہے وہ ہم نہیں کہہ سکتے۔ بہرحال یہ وقت کی ایک بہت بڑی ضرورت ہے۔ دنیا کو سمجھانا چاہیے کہ اسلام وہ نہیں ہے جو مستشرقین پیش کرتے ہیں۔ اسلام وہ ہے جو تھا اور واقعی ہے۔
مستشرقین کو بڑے بڑے کام کرنے پر تنخواہ ملتی ہے حالانکہ وہ وہاں سے نکل کر وقف کی تنخواہ سے ہٹ کر رہیں تو آپ پھر اسی کے برابر بھی تنخواہ نہیں دیں گے۔

ان کی کوئی صلاحیت نہیں ہوتی۔ میرا تجربہ ہے کہ مشنریوں میں جو لوگ کام کرتے ہیں ان میں سے کسی کا ایمان عیسائیت نہیں ہے صرف تنخواہ پر ایمان ہے۔ لہٰذا آپ کو اجتماعی طور پر بھی تیار رہنا چاہیے کہ اس زہر کا تریاق پہلے کیجئے اور ہم آپ کے لئے واقعی دعا کرتے ہیں۔ اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ۔

مفتی سیاح الدین کاکاخیل۔

پاکستان:

مفتی صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا،

دارالمصنفین سے میرا تعارف یوں سمجھئے کہ میرے بچپن کے زمانے سے ہے اللہ تعالیٰ کا یہ فضل وکرم ہے کہ ابتدا ہی سے میرا تعلق اہل علم سے علمی کتابوں سے علمی انسانوں سے رہا ہے یہ اس کی مہربانی ہے اس بنا پر اس وقت سے لیکر اب تک اس ادارہ کا ہر حیثیت سے معتقد رہا ہوں ان کی علمی خدمات کی قدر کرتا ہوں اور واقعہ یہ ہے کہ کچھ پڑھنے کے بعد دعائیں بھی دیتا رہا ہوں۔

اس موقعہ کے مطابق میں ایک بات عرض کر رہا ہوں پہلے بھی یہ ذہن تھا کہ مستشرقین کیا کچھ کر رہے ہیں اسی پر تھوڑا بہت علم تھا اس کے مطابق ابھی میں نے لبنان کی کتاب تمدن عرب کا ترجمہ پڑھ لیا شاید لاہور میں تیسری بار یہ کتاب شائع ہوئی ہے اس کتاب کی میں بڑی شہرت سنتا تھا حوالہ دیکھتا تھا خیال تھا کہ بڑی اچھی کتاب ہے کہیں مل جائے تو میں مطالعہ کروں مگر اس میں جو حصہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہے واقعہ یہ ہے کہ میں اسے پڑھ کر کے پڑھ نہیں سکا آپ حضرات کو اس کا علم ہوگا کہ اس نے جو کچھ لکھا وہ تو ان کی فطرت ہے لیکن مجھے حیرانی اس پر ہوتی ہے کہ اس کتاب کے مترجم نے اس پر بڑے بڑے لکھے ہیں مگر جو حصہ حضور کی شان مبارک کے بارے میں ہے اس پر کچھ بھی نہیں لکھا چنانچہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اس اجتماع میں ایک قرارداد (یہاں تو بہت ساری ہیں) اس کے بارے میں بھی ہو کہ یہ کتاب جب مسلمان مترجم شائع کر رہا ہو عام اردو پڑھنے والے پڑھتے ہوں تو کم سے کم اسکے حاشیہ پر اس کی زوردار تردید بھی ہونی چاہیئے چونکہ میرا تعلق اس وقت ایک قانونی ادارے سے ہے اور قانون کے سلسلے میں بھی مستشرقین نے بہت ہی لغویت سے کام لیا ہے۔

اسلامی قوانین کو غلط شکل میں پیش کرنا جس سے لوگوں کے دلوں میں اس سے نفرت پیدا ہو ایک وحشت پیدا ہو دنیا کو یہ دکھایا جائے کہ یہ غیر مہذب قسم کے قوانین ہیں تو اس سلسلے میں ہمیں کام کرنا تھا پہلے بھی ذہن میں تھا مگر الحمد للہ دارالمصنفین کی اس تحریک، اس اجتماع، اور اس محفل سے میرے دل میں اس کی ضرورت کا اور احساس بڑھ گیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ میں اپنے اس ادارے میں اس کی پوری کوشش کروں گا کہ معلومات حاصل کر کے اپنی حد تک جہاں جہاں قانون کے سلسلے میں انھوں نے کچھ خرابیاں کی ہیں انشاء اللہ ہم اس کا بھی کچھ مداوا کریں اور اس کے لئے مواد مہیا کریں واقعہ یہ ہے کہ یہاں آکر کے میں انتہائی خوش ہوا میں اپنی زندگی کے لمحات میں سے سب سے زیادہ قیمتی ان لمحات کو سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور اپنے مقاصد میں کامیاب کرے اور اس ادارے کو ندوۃ العلماء کو دارالعلوم دیوبند کو اور اس مملکت میں جتنے بھی دینی ادارے ہیں ان سب کو اسی طرح دین کی خدمت سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے لئے موانع دور کرے اور ان کے لئے اسباب ووسائل مہیا فرمائے۔

ڈاکٹر سید سلمان ندوی صاحب:

علامہ سید سلیمان ندوی کے صاحبزادے ڈاکٹر سید سلمان ندوی صدر ثقافت اسلامیہ ڈربن یونیورسٹی نے اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا،

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کہاں سے شروع کروں۔ میں تقریباً ۲۵ برس کے بعد یہاں حاضر ہوا۔ میں اپنے ساتھ یادوں کی بارات لایا ہوں۔ ان میں نوح بھی ہیں شہنائیاں بھی ہیں۔ میں یہیں پیدا ہوا میرا بچپن یہیں گزرا اور میری تعلیم و تربیت کی داغ بیل اسی جگہ اور اسی مکان میں ڈالی گئی۔ ۱۹۵۳ء میں والد مرحوم آخری بار ہندوستان تشریف لائے تھے اور ندوۃ العلماء کی سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے انھوں نے ایک شعر پڑھا تھا وہی میرے جذبات کی ترجمانی کر سکتا ہے۔

میں اپنے گھر میں آیا ہوں مگر انداز تو دیکھو
میں اپنے آپ کو مانند مہماں لے کے آیا ہوں

دارالمصنفین کی تاسیس کا سب سے بڑا سبب مستشرقین کے حملہ کا دفاع تھا اور سیرت نبوی کا آغاز بھی اسی نقطۂ نظر سے ہوا تھا۔ دارالمصنفین کو اس کا حق تھا کہ اس اجتماع کا انعقاد کرے اور اگر مجھے معاف کیا جائے تو شاید میں یہ کہوں کہ آج سے بہت پہلے ہونا تھا۔ لیکن ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے بحمد اللہ بنیاد پڑ چکی اب کارواں کے آگے بڑھنے کا موقع ہے۔

والد مرحوم نے مولانا تھانوی کو جو خطوط لکھے تھے اس . . . . . میں انھوں نے اپنے حالات وکوائف لکھے تھے اس کا ایک پیراگراف یہ تھا کہ میں پچھلے ۲۵، ۳۰ سال سے یورپ اور مستشرقین کے حملوں کا جواب دے رہا ہوں اور اس کا دفاع کر رہا ہوں حضرت مولانا تھانوی نے اس پر تحریر فرمایا تھا کہ جو کام آپ کر رہے ہیں وہ آپ ہی کے قلم سے ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائے۔ کہنا یہ چاہ رہا ہوں کہ جس مجلس اور جس جگہ یہ کام ہوا تھا اور جہاں یہ اجتماع آج ہو رہا ہے اس کے بعد امید ہے کہ انشاء اللہ کوششیں اور تیز ہوں گی۔ میری چند تجاویز ہیں وہ انشاء اللہ اپنے مقالہ میں پیش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے اور کامیابی عطا فرمائے۔

سید حامد حسن:

مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب سید حامد حسن صاحب نے اپنی تقریر میں اس مجلس کو طویل صبر آزما علمی ریاضت کا نقطۂ آغاز بتایا۔ آپ نے فرمایا، مستشرقین سے ہماری شکایت بجا ہے در اصل شکایت ہمیں خود سے ہونا چاہیئے قدرت کا اصول ہے کہ خدا کو گوارا نہیں کرتی۔ ہم نے علمی تحقیقات کا دامن ہاتھ سے جانے دیا تو گویا اغیار کو دعوت دی کہ آؤ میدان تمہارے ہاتھ ہے نتیجہ ظاہر ہے۔

میں آپ کا رہین منت ہوں کہ آپ نے مجھے اس جلسہ میں شرکت کی دعوت دی مجھے اس کا احساس ہے کہ ایک فرد کی حیثیت سے یہ کم سواد ہرگز اس کا مستحق نہ تھا کہ علماء کے اس جلسہ میں شریک ہو سکے آپ نے مجھے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے نمائندہ کی حیثیت سے بلایا ہے میں یونیورسٹی کی طرف سے آپ کی خدمت میں ہدیۂ تشکر اور ارمغان تبریک پیش کرتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ دونوں اداروں کے درمیان جس شرکت کار کی یہ دعوت نماز ہے انشاء اللہ وہ فروغ پائے گی اور اسکے نتائج معنی خیز ہوں گے اور یہ علمی تعاون مسلمانوں کی تعلیمی پیش رفت اور ان کی دینی فلاح کے لئے ممد وسعاون ثابت ہوگا۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی:

پروفیسر خلیق احمد نظامی سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی نے اپنی تقریر میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ یہ وقت کا اہم تقاضہ تھا جسے آپ نے پورا کیا اور غالباً سب کی طرف سے یہ فرض ادا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا:

ہر قوم کی تاریخ اور تمدن کی ایک اجتماعی روح ہوتی ہے مستشرقین نے اسلام پر بہت کام کیا لیکن وہ اس کی روح تک نہ پہونچ سکے لیکن اپنی پُر فریب اور معروضی نقطۂ نگاہ سے اس کی روح کو مجروح کرنے میں کامیاب ہو گئے، چند غلطیوں کی تصحیح آسان ہے لیکن اگر زہر اس طریقہ سے دیا جائے کہ خام دہن کو تو تلخی محسوس نہ ہو لیکن اگر رگ رگ دپے پر اس کے اثرات اتر جائیں تو بہت سخت بات ہے مستشرقین نے ہماری خودداری اور خود اعتمادی دونوں کو ختم کر دیا اور اس سلسلے میں سب سے بڑا کام سرسید احمد خان، مولانا شبلی، مولانا محمد علی مونگیری اور علامہ اقبال نے انجام دیا۔ اقبال کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ انھوں نے مسلمانوں کو یہ بتایا کہ علم اس کی کھوئی ہوئی دولت ہے اور اس کو پوری اعتمادی کے ساتھ بڑھنا چاہیئے۔ اقبال نے یہ بتایا کہ اپنی خودی کو کھونے کے بعد مسلمانوں نے مرسوں نیٹشے اور دوسرے مستشرقین کی زنار اپنی گردن میں ڈالی ہے، دارالمصنفین نے یہ بہت بڑا کام شروع کیا ہے اور مولانا ابوالحسن علی ندوی کے نگرانی اور رہبری میں یہ کام پوری طرح سے انجام پا جائے اور یہ پہلی منزل ہے اس سے مطمئن نہ ہونا چاہیئے۔ مستشرقین کے کام بہت عظیم الشان ہیں اور اس کے دفاع کے لئے

آگے بڑھنے کے لئے بڑے عزم اور ہمت ضرورت ہے اور مجھے امید ہے کہ مولانا کی سرکردگی میں یہ عزائم کامیاب ہوں گے۔

جناب شوکت سلطان صاحب سابق پرنسپل شبلی کالج نے اپنا رشتہ علامہ شبلی نعمانی صاحب سے بتایا اور بتایا کہ شبلی کے قائم کردہ کالج کی ۳۰ سال تک خدمت کی ہے اور اب علامہ شبلی کے قائم کردہ ادارہ شبلی اکاڈمی (دارالمصنفین) کی انتظامیہ اور عملیہ میں ہوں۔ اس ۳۲ سال میں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کیا کام کرائے ہیں اسکی تفصیل کا موقع نہیں ہے اور خود علامہ شبلی مرحوم کے الفاظ میں "اپنا آپ خود کیا گاؤں"

ڈاکٹر ظفر اسحاق پروفیسر برٹرولیم یونیورسٹی ظہران اور جناب ڈاکٹر ابراہیم قریشی نمائندہ جمعیۃ اسلام بنکاک تھائی لینڈ نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

ڈاکٹر یوسف قرضاوی:

سب سے آخر میں صدر جلسہ جناب ڈاکٹر یوسف قرضاوی، ڈین شریعت فیکلٹی قطر یونیورسٹی نے تقریر کی وہ جوش خطابت اور معلومات سے بھرپور تھی آپ نے فرمایا کہ یہاں پر دو رابطے جمع ہو گئے ہیں ایک تو رابطہ اسلام کا ہے اور وہ سب سے زیادہ مضبوط اور مستحکم ہے اور یہی رابطہ عقیدہ اسلام کا ہے اور دوسرا رابطہ علم کا ہے۔ علم رشتوں کو جوڑتا ہے، علم خود ایک قوی رابطہ ہے اور ہم نے اس کے ذریعہ ہندوستان کے علماء سے واقفیت حاصل کی اور ہم ان کی خدمات کے مرہون منت ہیں، ہم میں کون ہے جو حکیم الامت شاہ ولی اللہ بن عبدالرحیم سے واقف نہیں ہے؟ کون ہے جس نے جو اثر البالغہ سے فائدہ نہیں اٹھایا؟ کوئی ہے جو کشاف اصطلاحات العلوم سے مستفید نہیں ہوا؟ اور اس سے فیض حاصل نہیں کیا؟ اور کنز العمال سے واقف نہیں ہے اور کون ہے جو نواب صدیق حسن خاں سے واقف نہیں ہے؟ اور ان کی کتابوں کا خوشہ چیں نہیں ہے ہم عرب بہ بانگ دہل اعلان کرتے ہیں کہ ہم نے ان سے پورا فائدہ اٹھایا مبارکپوری (مولانا عبیداللہ رحمانی) اعظمی (مولانا حبیب الرحمٰن) سے واقف نہیں ہے کون ہے جو حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی سے واقف نہیں ہے ان کو دیکھنے سے پہلے ان کی کتاب "ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین" سے واقف ہوا یہ علماء ہند کے علمی کارنامے ہیں۔

یہ حقیقت کہ عصر حاضر میں سب سے بڑی چیز جو مسلمانوں پر مسلط کی گئی ہے وہ استعمار ہے اور استعماری طاقتیں اپنے ساتھ اپنے افکار وخیالات لائیں جو فوج کشی اور قبضہ سے زیادہ خطرناک اور سنگین ہیں فوجیں تو وقتی طور پر آتی ہیں اور پھر کوچ کر جاتی ہیں لیکن اس سے زیادہ خطرناک اور سنگین یہ ہے کہ جو افکار وخیالات و عقائد آتے ہیں وہ اپنا اثر رکھتے ہیں اور نفع وضرر میں اہم کردار ادا کرتے ہیں ہم اسی کو فکری یلغار کہتے ہیں اور ان میں سب سے زیادہ خطرناک استشراقی تحقیقات ہے علمائے اسلام کو بنیادی طور پر مبشرین اور مستشرقین دونوں کا خطرہ لاحق ہے عیسائی مبلغین اپنی وضع وقطع اور لباس سے پہچان لئے جاتے ہیں، انسان ان سے دور رہنے کی کوشش کرتا ہے اور بچتا رہتا ہے اور واقعی جس مسلمان کے اندر تھوڑی بہت غیرت اسلامی وحمیت رہتی ہے وہ ان کے جال میں نہیں پھنستا ہے لیکن دوسرا طبقہ مستشرقین کا ہے وہ علم کے لباس میں آتے ہیں تحقیق وبحث کا لبادہ اوڑھ کر آتے ہیں اور اچھے خاصے پڑھے لکھے اور سمجھدار اس سے دھوکہ کھا جاتے ہیں اور ان کی کتابوں، تحقیقات وکاوشوں پر داد دینے لگتے ہیں پھر ان ہی کو مرجع ومحور تسلیم کرتے ہیں، اور اسلام کے خلاف نئے نئے انکشافات کرتے ہیں اور اگر اس میدان میں انھیں کامیابی نہیں ملتی ہے تو افترا پردازیاں کرنے لگتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے مستشرقین کے کام کو تسلیم کرتے ہوئے فرمایا کہ انھوں نے فہرست جمع وترتیب، تبویب اور ترتیب نہرست کا کام کیا ہے بہت سے مخطوطات جو کتب خانوں میں پڑے ہوئے تھے اسے باہر نکالا علمائے اسلام کو ان سے روشناس کرایا جیسے طبقات ابن سعد وغیرہ۔

مستشرقین کی تحقیقات وکاوشوں میں المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی الشریف اور مفتاح کنوز السنۃ ہیں یہ وہ کتابیں ہیں جسے مستشرقین کی جدوجہد، عرق ریزی کا نتیجہ کہا جا سکتا ہے اور واقعی اس سے محسوس ہوتا ہے کہ انھوں نے بڑی جدوجہد کی ہے لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کتابوں کا تعلق روح سے نہیں ہے، عقائد سے نہیں ہے، سیرت و تاریخ سے نہیں ہے بلکہ اس کے ظاہری ڈھانچہ ہیں جسے انھوں نے ایک جگہ جمع کر دیا ہے لیکن جب مسئلہ عقائد کا آتا ہے، اسلامی تاریخ کا آتا ہے اور روح اسلام کا آتا ہے تو پھر ان کے خفیہ عزائم اُجاگر ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے ان جذبات ومحرکات کا تذکرہ کیا جن کی وجہ سے مستشرقین کا قلم اسلام کے خلاف زہر اگلنے سے رکتا نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ انھوں نے اسلام کو تسلیم نہیں کیا ہے اور جو شکست غزوۂ موتہ، اجنادین اور صلیبی جنگوں میں ہوئی ہے وہ اس کا مداوا اس محاذ پر اگر کرتے ہیں اور اس لئے ۹۹ فیصد مستشرقین نے یہ کام خاص جذبات کے تحت کیئے ہیں اور اس کے عوامل ومحرکات استشراقی ہیں اور اسے عیسائی مشنری کے تحت کام کیا ہے اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہ ہونی چاہیئے کہ اس کا مقصد اسلام کی خدمت کرنا نہیں ہوتا ہے یا علوم کو صحیح طور پر نکھارنا چاہتے ہیں نہیں ہوتا ہے ورنہ ایسی بھونڈی غلطیاں نہ کرتے

آپ نے اس ضمن میں انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کا حوالہ دیا کہ جس وقت آپ فقہ الزکاۃ تالیف کر رہے تھے تو آپ نے گولڈ زہر کا مضمون پڑھا جو چھ صفحات پر مشتمل تھا اس میں غلطیاں پکڑیں اور وہ غلطیاں ایسی تھیں جس کا نہ تو کوئی حوالہ تھا اور نہ ہی اس کا مرجع وہ بغیر مصدر وحوالہ کے غلطیاں کرتے جائیں کیا اسے تحقیقاتی لغزش سے تعبیر کیا جائے گا یا انہیں راستہ صاف نظر نہیں آرہا تھا یا مراجع غلط تھے حالانکہ اس کا بھی ذکر ہونا چاہیئے تھا۔

مستشرقین کی تحقیقات سے عالم اسلام کے بہت سے محققین وعلماء متاثر ہوئے ان میں خصوصی طور پر طٰہٰ حسین کا نام لیا جا سکتا ہے جس نے الشعر الجاھلی میں گولڈ زہر اور دوسرے مستشرقین کے افکار وخیالات کو صحیح سمجھتے ہوئے جمع کر دیا ہے اور اسے عالم اسلام میں پھیلایا ہے اور نہ جانے کتنے نوجوان اس سے متاثر ہوئے حتیٰ کہ علمائے ازہر بھی اس استشراقی کوششوں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور ان کی کتابوں کو مرجع قرار دیا ان میں احمد امین کا نام لیا جا سکتا ہے۔

اگر کوئی منحنی چیز اور خوبی اسلام میں نظر آتی ہے تو اسے کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو یونانی قانون سے ماخوذ ہے یہ تو رومی قانون سے ماخوذ ہے حتیٰ کہ انہیں قرآن اور سنت نبوی میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی ہے بلکہ اسے وہ یہودیت ونصرانیت سے ماخوذ مانتے ہیں ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی مرحوم نے السنۃ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی میں گولڈ زہر کی غلطیوں کا پردہ چاک کیا ہے جو اس نے ام زہری کے متعلق اختیار کیا ہے۔

ان استشراقی کوششوں کو ہندوستانی کے علماء نے سمجھا اور اس کے جوابات دئے جس طرح سے مصر میں مفتی محمد عبدہٗ نے الاسلام والنصرانیہ فی العلم والمدنیۃ میں واشگاف کیا ہے اس کے بعد ان کے خلیفہ علامہ رشید رضا مصریؒ نے اپنے مجلہ المنار میں ۳۵ سال تک ان مستشرقین کی افترا پردازیوں اور اختراعات کے جوابات دئے اس طرح ہندوستان میں دارالمصنفین اور ندوۃ العلماء نے اس قسم کی کتابوں کا جائزہ لیا اور جوابات لکھے اگرچہ اس موضوع کی بہت سی کتابیں عربی میں منتقل نہیں ہو سکی ہیں۔ علامہ شبلی نعمانیؒ جو اس دستہ کے روح رواں تھے ان کا کوئی کارنامہ عربی میں نہیں ملتا ہے اور ان کے شاگرد رشید علامہ سید سلیمان ندویؒ کی صرف ایک کتاب جس سے آپ لوگ واقف ہیں "خطبات مدراس" وہ الرسالۃ المحمدیۃ کے نام سے ہے اس سے ہم نے سید سلیمان ندوی کو پہچانا۔

آخر میں آپ نے اپیل کی کہ مذکورہ بالا محققین کی کتابوں کو عربی میں منتقل کیا جائے اور ہم اس میں تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہم اسلام کو صاف وشفاف اور منقح شکل میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

(جاری)

(تبصرہ کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہیں)

مطالعہ کی میز پر

شمس تبریز خاں

مقام صحابہؓ، کتاب و سنت کی روشنی میں اور مولانا مودودی،

از: مولانا محمد ابوبکر غازی پوری قاسمی، صفحات ۲۵۶ قیمت ۱۵ روپے
پتہ، مکتبہ اثریہ، قاسمی منزل، سید واڑہ، غازی پور (یوپی)

مولانا مودودی نے جن مسائل میں غلطی کی ہے اُن میں ایک بڑا مسئلہ مقام صحابہؓ اور اُن کے معیارِ حق ہونے کا ہے جس کا ایک مفصل و مدلل جواب حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ نے ماہنامہ دارالعلوم (دیوبند) میں "کیا صحابہ معیارِ حق نہیں؟" کے عنوان سے بہت پہلے لکھا تھا، حضرت مدنیؒ نے بھی اس پر شدید نکیر کی تھی اور دوسرے علمائے حق بھی اس پر لکھ چکے ہیں۔

مولانا مودودی نے اہل سنت کے اس اصول کہ "سلف کے بارے میں عذرخواہی کا رویہ اپنانا چاہئے" کو چھوڑ کر تنقید و تعریض بلکہ تردید و تنقیص کا رویہ اپنایا اور اپنی کتاب "خلافت و ملوکیت" میں حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت معاویہؓ کے بارے میں موافق تاریخی حقائق سے زیادہ مخالف یا مبہم بیانات سے زیادہ کام لیا اور اسے "تاریخی و تحقیقی" اور "معروضی مطالعہ" کا نام دیا جو نہ ان اسلافِ کرام کے شایانِ شان تھا نہ خود صاحبِ تحریر کے۔ مولانا اسحاق صاحب سندیلوی اور مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کی کتابیں "خلافت و ملوکیت" کے جواب میں اہمیت کی مالک ہیں اس سلسلہ کی تیسری کتاب "مقام صحابہؓ" ہے جس میں کتاب و سنت کی روشنی میں صحابۂ کرام کے منصبِ بلند و مقامِ ارجمند کی نشان دہی کی گئی ہے اور تاریخی حقائق کو صحیح پس منظر میں دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے اور مودودی صاحب کے "مبنوں" "معتدبین" کی مثالی زندگیوں کے نمونے دکھائے گئے ہیں اور اُن کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرامؓ اور اسلاف کے بیانات پیش کر کے اُن کے مقام و مرتبہ کو اُجاگر اور اُن کے نام کو روشن کیا گیا ہے۔ تاریخی حوالے متقدمین کی کتابوں سے لیے گئے ہیں اور اندازِ بیان میں توازن و اعتدال، سنجیدگی و شائستگی ہے اور علمی و تجزیاتی طرز اپنایا گیا ہے جو ایسے مباحث کے لئے موزوں ہوتا ہے۔ اللہ مصنف کو جزائے خیر دے کہ انھوں نے ایک بڑے فرض کو انجام دیا اور صحابۂ کرامؓ کے بارے میں مسلکِ حق کی ترجمانی کی، امید کہ قارئین بھی اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے اور جدید تعلیم یافتہ طبقے کی بہت سی غلط فہمیاں دور ہوں گی۔

البلاغت: از مولانا غیاث الدین صاحب مظاہری
صفحات ۱۶۰ قیمت نو روپے پتہ، مکتبہ عزیزیہ، ۴۰۷ بخشی بازار، الٰہ آباد

عربی زبان میں فصاحت و بلاغت کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے اور اس کے کچھ مخصوص معیار ہیں جن کو قرآن مجید میں بڑے پیمانے پر اپنایا گیا ہے جس کی وجہ سے اپنے احکام و معانی کے ساتھ ساتھ وہ عربی زبان و ادب کا بھی یکتا و یگانہ شاہکار چلا آرہا ہے۔ عربی زبان کے اس پہلو پر ہر زمانے کے علما نے توجہ کی ہے مگر تلخیص المفتاح اور اس کی شرح مختصر المعانی کو غیر معمولی اور طویل عرصے سے مقبولیت حاصل رہی ہے اور وہ درس نظامی میں صدیوں سے شامل رہی ہے، اب ایک مصری عالم کی کتاب "البلاغۃ الواضحۃ" بھی مقبول ہو رہی ہے۔ مگر ان کتابوں سے پہلے ایک ابتدائی اور تمہیدی کتاب کی ضرورت باقی تھی جو اردو داں طلبہ کو معانی و بیان اور علم بدیع کے قواعد و ضوابط سے آشنا اور مانوس کر دے، موجودہ کتاب اس ضرورت کی بخوبی تکمیل کرتی ہے۔

عربی بلاغت کے نمونوں کے ساتھ اردو نمونے بھی دیدئے گئے ہیں جس سے کتاب اور دلچسپ و مفید ہو گئی ہے۔ اپنی افادیت کے پیش نظر اسے مدارس عربیہ کے طلبہ کے مطالعہ کے لئے سفارش کی جاسکتی ہے جس سے انھیں اس فن سے متعارف ہونے میں بڑی مدد ملے گی۔

درجات الیقین: از شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ، مترجم محمد فاروق خاں ایم۔اے
صفحات ۲۴ قیمت ڈیڑھ روپے پتہ، فردوس پبلی کیشنز، کشن گنج تیلی واڑہ، دہلی

علامہ ابن تیمیہؒ کا یہ مختصر رسالہ ایمان و یقین کے درجات و کیفیات کے متعلق ہے۔ حسب معمول ان کا ایمان افروز، یقین آفریں اور مؤثر اندازِ بیان اس میں بھی کارفرما ہے اگرچہ اختصار کے سبب تشنگی محسوس ہوتی ہے، فاروق خاں صاحب ہندی کا ترجمۂ قرآن کے سبب مشہور ہیں مگر اردو مترجم کی حیثیت سے بھی وہ کامیاب ہیں، اپنا مشورہ یہ ہے کہ مختصر رسالوں کے انھیں مجموعۂ مضامین و رسائل کی شکل میں ترجمہ کا پروگرام بنائیں تو بہتر ہوگا، اور رسائل کی اہمیت و افادیت میں بھی اضافہ ہوگا۔ ناشر صاحب بھی خوبصورت طباعت کے لئے مبارکباد دہیں۔

النفحات القاسمیۃ شرح القصیدۃ الشاطبیۃ:
از قاری ابوالحسن صاحب اعظمی قاسمی، صفحات: ۲۱۲، قیمت درج نہیں
پتہ: جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی، مراد آباد

قاری ابوالحسن صاحب اعظمی علم قرأت پر فنی نقطۂ نظر سے کئی کتابیں لکھ چکے ہیں اور اساتذۂ فن کی کتابوں کے ترجمے بھی کر چکے ہیں، اب انھوں نے علامہ ابوالقاسم شاطبی (م ۵۹۰ھ) مشہور ماہرِ قرأت کے مقبول و متداول 'قصیدہ شاطبیہ' کا سلیس ترجمہ و شرح شائع کیا ہے۔ اس قصیدے کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہوگا کہ ابتک اس کی اسّی سے زائد شرحیں اور حواشی لکھے گئے ہیں اور عربی مدارس کے نصاب میں مسلسل داخل رہا ہے۔ اس میں پورے قرآن کے اختلافِ قرأت کے ساتوں مذاہب کو بیان کیا گیا ہے اور شعریت کے ذریعے اس مشکل فن کو مانوس بنا دیا گیا ہے پھر بھی نظم کی اپنی مشکلات ہوتی ہیں اور اس میں قواعد و ضوابط کا بیان آسان نہیں ہوتا اس لئے شرحوں کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ موجودہ شرح و ترجمہ بہت کامیاب ہے اور اس سے یہ مشکل فنی قصیدہ آسان ہو جاتا ہے۔ اس شرح کی اہمیت کے پیش نظر اگر اسے حسن طباعت و کتابت سے بھی آراستہ کر دیا جاتا تو اس کی افادیت اور بڑھ جاتی۔ قاری صاحب موصوف اپنی محنت و محویت کے لئے بہر حال مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اپنا کام خوش اسلوبی سے انجام دیا ہے۔

منی آرڈر کوپن پر پتہ صاف اور خوشخط لکھیں نیز خریداری حوالہ نمبر ضرور تحریر کریں۔
(منیجر)

فرقہ وارانہ فسادات کا بھی کھاتا

راجیہ سبھا میں وزیر مملکت برائے امور داخلہ مسٹر شکر نے اعلان کیا ہے کہ پچھلے سال ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کی ۳۱۹ وارداتیں ہوئیں جن میں ۱۹۶ افراد کی جان گئی۔ فسادات میں اس سال بہار سرفہرست رہا جہاں بہار شریف میں مئی کے مہینے میں فسادات پھوٹ پڑے اور نالندہ ضلع کے مواضعات میں دور دور پھیل گئے۔ بہار شریف کے فسادات میں ہی غیر سرکاری اندازے کے مطابق سو آدمی مارے گئے تھے۔ اگرچہ سرکاری اعداد و شمار کے اندراج میں ۴۲ آدمی مارے گئے۔ ۱۹۸۰ء میں مرادآباد میں عید الفطر کے روز فساد کے بعد یوپی کے درجنوں شہر متاثر ہو گئے تھے اور سرکاری رپورٹ کے مطابق ۲۴۰ لوگ یوپی میں مارے گئے تھے۔ حالانکہ اکیلے مرادآباد شہر میں مرنے والوں کی تعداد چار پانچ سو سے کسی طرح کم نہیں بتائی جاتی۔ ۱۹۸۰ء میں ملک بھر میں ۴۲۷ فسادات ہوئے تھے۔ اور ۳۰۵ آدمی مارے گئے تھے ۱۹۷۹ء میں ۳۰۴ فسادات نے ۲۶۱ لوگوں کی جان لی۔ سال گزشتہ فرقہ وارانہ فسادات کے گوشوارے میں مغربی بنگال کو بھی شامل کیا گیا اس ریاست میں متعدد وارداتوں میں ۲۰ آدمی ہلاک کئے گئے۔

فسادات کے اس چارٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے ملک میں ہر سال فسادات سیکڑوں کی تعداد میں ہوتے ہیں اور ان میں سیکڑوں لوگوں کی جان جاتی ہے۔ مالی نقصان اوپر سے ہوتا ہے۔ یہ سلسلہ برسوں سے چل رہا ہے اور اب تک ہزاروں فسادات میں مرنے والوں کی تعداد ہزاروں سے بڑھ کر لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ فسادات ایک ہی ملک اور ایک ہی قوم کے افراد کے درمیان ہوتے ہیں۔ ان کے درمیان کوئی شخصی لڑائی اور رنجش بھی نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ قاتل اور مقتول ایک دوسرے کو پہچانتے تک نہیں صرف اتنا جانتے ہیں کہ یہ مسلمان ہے، وہ ہندو ہے سب سے زیادہ ہیبت ناک اور تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ فسادات میں یوں تو عام طور سے معصوم لوگ ہی بے قصور مارے جاتے ہیں مگر سب سے بڑھ کر مصیبت عورتوں اور بچوں پر آتی ہے۔ بہار شریف کے فساد میں ماں کی گود سے اس کے چھ دن کے بچے کو اٹھا کر زمین پر اس طرح پٹخ کر مار ڈالا گیا تھا جیسے دھوبی کپڑا دھوتے وقت پاٹے پر پٹختا ہے۔ بہار شریف اور جمشید پور کے فسادات میں ہم نے ننھے منے بچوں کو اسپتال میں کراہتے اور ایڑیاں رگڑتے دیکھا ہے ان پر ظالموں نے تلواروں، کلہاڑیوں، بھالوں اور لاٹھیوں سے حملہ کیا تھا۔ انہیں زخموں سے چور دیکھ کر ہمیں اپنا وجود اسی قدر زخمی لگتا تھا اور دل رتی رتی کٹ کر شدت غم سے ٹپکتا تھا۔

آخر ان لوگوں کو کیوں مارا جاتا ہے؟ کیا انھوں نے کسی کا کچھ بگاڑا ہے؟ کیا اس طرح ہر سال چند سو لوگوں کو مار کر کسی اقلیتی فرقے کی نسل کشی کی جاسکتی ہے اور اس کا صفایا ہو سکتا ہے؟ جب ایسا نہیں ہو سکتا تو کمزوروں، عورتوں اور بچوں کو یہ ظالم کیوں مارتے اور قتل کرتے ہیں؟ انھیں کیا لذت ملتی ہے اس میں؟ ہمارے ملک سے چیچک کالرا اور پلیگ جیسی چھوت کی جان لیوا بیماریوں کا صفایا ہو گیا مگر ہم ابھی تک فسادات پر قابو نہیں پا سکے۔ اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ خود فسادیوں کو جان و مال کا ذرا بھی نقصان نہیں پہنچتا بلکہ الٹے پولیس ان کی حفاظت کرتی اور مظلوموں پر اندھا دھند فائرنگ کرتی ہے۔ اگر وہ فسادیوں کے حملے سے اپنا بچاؤ کرنا چاہیں۔ اکثر موقعوں پر پولیس فسادیوں کا ہراول دستہ بنتی ہے جس کا کام مدافعت و مزاحمت کو توڑنا ہوتا ہے تاکہ فسادیوں کا کام آسان ہو جائے۔ فسادیوں کے ساتھ پولیس کو بھی بڑا فائدہ پہنچتا ہے۔ لوٹ مار میں وہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے۔ پھر انہی مظلوم اقلیتی فرقے کے لوگوں کو پکڑ کر بند کرتی ہے، انھیں خطرناک دفعات میں مقدمے میں پھنساتی ہے اور اس طرح طویل مدت تک ان بدنصیبوں سے پیسہ کمانے کا راستہ پیدا کرتی ہے۔

فسادات اس وقت تک نہیں رکیں گے جب تک فسادیوں کو اپنی جان جانے کا خوف لاحق نہیں ہوگا اور پولیس فساد میں حصہ لینا بند نہیں کرے گی جس طرح ہمارے ملک میں رشوت کو ایک حقیقت سمجھ کر قبول کر لیا گیا ہے اسی طرح فسادات کو بھی قومی زندگی کا ایک لازمی حصہ اور خاصہ سمجھ لیا گیا ہے۔ اب نہ حکومت، نہ مارنے والے اور نہ مرنے والے فسادات کو کوئی خاص اہمیت دیتے ہیں۔ کہیں بڑا فساد ہو گیا تو اخباروں نے دردناک رپورٹیں چھاپ دیں، افسوس کرنے والوں نے دو چار ٹھنڈی سانسیں بھر لیں، مارنے والے اپنے گھر خوش کہ ان کا بال بیکا نہ ہوا اور گاڑیوں سامان بھی لوٹ لائے مرنے والوں کے ورثا چار دن رفیوجی کیمپوں میں رہ کر اور اپنے مردوں کو رو پیٹ کر گھروں کو واپس چلے اور کپڑے جھاڑ کر اس طرح کھڑے ہو جاتے ہیں جیسے فساد نہ ہوا کبڈی کا کھیل ہو گیا۔ کوئی نہیں جانتا یہ سلسلہ کب تک چلے گا۔ آبادی کی کثرت سے ملک اس قدر بوجھل ہو رہا ہے اور ہر شخص آدمی سے اتنا اکتایا ہوا ہے کہ اسے نہ اپنی جان کی فکر ہے نہ دوسرے کی جان کی پروا ہے۔ انسانی زندگی کی ایسی ارزانی اور ناقدری شکل ہی سے روئے زمین پر اور کہیں ملے گی۔ لہٰذا فسادات جاری رہیں گے — ۱۹۸۲ء کا آغاز بھی مہاراشٹر میں پونے اور شولاپور کے فسادات سے ہو گیا ہے دیکھئے آگے اور کیا ہوتا ہے اور اس سال کی میزان کیا رہتی ہے۔ (آزاد ہند، کلکتہ)

روس امریکہ پر بم برسا سکتا ہے
دور مار طیارہ بنا لیا گیا: وین برگر

واشنگٹن، ۲۴ مارچ (اے پی پی) [illegible] روس نے بہت دور تک مار کرنے والا ایک ایسا بمبار [illegible] بنا لیا ہے جو بآسانی امریکہ تک پہنچ سکتا ہے اس کا انکشاف امریکی وزیر دفاع کیسپر وین برگر نے واشنگٹن پوسٹ کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے کیا جو آج شائع ہوا ہے انہوں نے بتایا کہ نیا طیارہ امریکہ کے بی ون بمبار طیارے سے ملتا جلتا ہے جو ابھی تکمیل کے مرحلے میں ہے انہوں نے یہ بتانے سے گریز کیا کہ روس نے اس قسم کے کتنے طیارے بنائے ہیں اور کیا ان کی پرواز کو آزمایا جا چکا ہے تاہم اخبار واشنگٹن پوسٹ نے دیگر ذرائع کے حوالے سے بتایا کہ امریکہ کے جاسوس سیاروں نے اس بمبار طیارے کی تصاویر کھینچی ہیں اور ماہرین کا خیال ہے کہ اس کی پرواز کو آزمایا جا رہا ہے۔ وین برگر نے روس کے بارے میں یہ انکشاف اس وقت کیا ہے جب صدر ریگن ۱۹۸۴ء کے مالی سال کے لئے دفاعی ضروریات میں ۱۰ فیصد اضافے کو کانگریس سے منظور کرانا چاہ رہے ہیں۔ مسٹر وین برگر نے کانگریس میں ایک خفیہ رپورٹ پیش کی ہے جس میں تصدیق کی گئی ہے کہ روس اگلے سال تک [illegible] خلائی ہتھیاروں کی مدد سے [illegible] تباہ کرنے کے قابل ہو جائے گا۔

روس بھاری اسلحہ فروخت کرنے میں امریکہ پر سبقت لے گیا

سویڈن کے انسٹی ٹیوٹ [illegible] کے نتائج کے اعداد و شمار کے مطابق پچھلے سال [illegible] ڈالر کا بھاری اسلحہ فروخت کیا گیا جو طیاروں، ٹینکوں، جنگی جہازوں، آبدوزوں، میزائلوں [illegible] اور بھاری توپوں جیسے ہتھیاروں پر مشتمل تھا [illegible] انسٹی ٹیوٹ کے مطابق گزشتہ دو سال میں بھاری اسلحہ فروخت کرنے میں روس امریکہ پر سبقت لے گیا ہے اور بھاری اسلحہ تیار کرنے میں اس کی صلاحیت میں ساڑھے [illegible] فیصد اضافہ ہوا ہے۔

تیل کے بدلے عرب ملکوں کو ایٹمی ٹکنولوجی حاصل کرنے کا مشورہ

(ا) عرب ملکوں کی دوسری توانائی کانفرنس میں بعض ممبروں نے مطالبہ کیا کہ تیل کے بدلے پرامن مقاصد کے لیے ایٹمی توانائی کی ٹکنولوجی حاصل کی جائے۔ عرب ملکوں کے ایٹمی ترقیاتی پروگرام کے موضوع پر ایک مقالہ پڑھا گیا جس میں کہا گیا ہے کہ عرب ملکوں کا تیل کا ذخیرہ جیسے جیسے کم ہوتا جائے گا عرب ملکوں کے ساتھ ایٹمی طاقتوں کے تعاون میں بھی کمی ہوتی جائے گی۔ کویت کے انسٹی ٹیوٹ برائے سائنسی تحقیق کے دو سائنسدانوں مسٹر عدنان شہاب الدین اور مسٹر یوسف رشید نے اپنے مقالہ میں کہا ہے کہ عرب ملکوں کا ایٹمی ترقیاتی پروگرام توقعات کے مطابق نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ افسوسناک بات یہ ہے کہ عرب ملکوں کے ایٹمی ترقیاتی پروگرام کو عالمی اخباروں میں انتہائی مبالغہ کے ساتھ پیش کیا ہے۔ دونوں سائنسدانوں نے عرب ملکوں کو مشورہ دیا ہے کہ اپنے موجودہ وسائل کو ایٹمی توانائی کے حصول کے لیے استعمال کریں۔ انہوں نے تجویز پیش کی ہے کہ عرب وسائل کا استعمال یورینیم اور ایٹمی ایندھن کی پیداوار میں کیا جائے۔ انہوں نے انکشاف کیا ہے کہ عرب ملکوں میں یورینیم کا ذخیرہ موجود ہے۔ دوسرے افریقی ملکوں سے بھی یورینیم حاصل کیا جا سکتا ہے۔

پاکستان کے ایٹمی توانائی کمیشن کے چیئرمین مسٹر منیر احمد خاں نے اپنے مقالے میں کہا ہے کہ تیل پیدا کرنے والے عرب ممالک ایٹمی توانائی کی پیداوار پر زیادہ توجہ دیں۔